

وٹدر پلان

(قسط نمبر 2) آخری حصہ

مظہر کلیم



کافرستانی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچنے کے بعد انہیں
ویگن سے اتار نہ گیا بلکہ ویگن وہیں کچھ دیر تک رکی رہی۔ اس کے بعد
وہ دوبارہ حرکت میں آئی۔ اور پھر ہیڈ کوارٹر سے باہر سڑک پر آ
گئی۔۔۔ عمران حیران تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ انہیں کہاں لے
جایا جا رہا ہے۔ اور ابھی تک شاگل کی شکل بھی اسے نظر نہ آئی تھی۔
حالانکہ اس کا خیال تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچتے ہی شاگل پاگلوں کی
طرح اس پر ٹوٹ پڑے گا۔۔۔ لیکن اب انہیں وہاں سے نکال کر

کہیں اور لے جایا جا رہا ہے۔ چونکہ وہ سب ویگن کے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ اس لیے انہیں اس بات کا پتہ نہ چل رہا تھا کہ ویگن کس علاقے سے گزر رہی ہے۔۔۔ لیکن عمران چونکہ کانفرنسانی دارالحکومت کے چپے چپے سے اس طرح واقف تھا جیسے پاکیشیائی دارالحکومت سے۔ اس لیے اس نے ہیڈ کوارٹر سے نکلنے بعد تمام تر توجہ اس اندازے پر مرکوز کر دی کہ ویگن ہیڈ کوارٹر سے نکل کر کس طرف مڑی ہے اور کتنے کتنے فاصلے پر مڑ رہی ہے۔ باہر سے ٹریفک کا شور بھی اس کے اندازے میں مدد دے رہا تھا۔۔۔ اور پھر اچانک اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ویگن ملٹری چھاؤنی کی طرف جا رہی ہے۔ جہاں سے درہ بکر کا علاقہ نزدیک ہی تھا۔

اور پھر ویگن ایک عمارت میں روک لی گئی۔ اور اس کے بعد

سیکڑ سروس کے ارکان نے پہلے کی طرح انہیں اٹھا کر ویگن سے باہر نکالا تو عمران کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔۔۔ وہ واقعی ملٹری چھاؤنی میں تھے۔

اور تھوڑی دیر بعد انہیں ایک ہال نما کمرے میں لے جایا گیا۔ اور وہاں پہنچتے ہی عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے سامنے دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے بلیک زیرو۔ صفدر۔ جولیا۔ نعمانی اور چوہان کو دیکھ لیا تھا۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ پورا منصوبہ ہی فیل ہو چکا تھا۔ نہ صرف فیل ہو چکا تھا۔ بلکہ وہ سب اس منصوبے میں بری طرح ناکام رہے تھے۔ بیچ کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں پر انہیں بٹھا دیا گیا۔۔۔ چونکہ ان کے جسم بے حس تھے اس لیے وہ کرسیوں میں پھنس کر بیٹھے تھے۔ شاگل ہال میں موجود تھا۔ اور کسی اور آدمی سے بات کر رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کی نظریں ایک طرف کھڑے سر

رابرٹ پر پڑیں اور وہ چونک پڑا۔۔۔ بلیک زیردگو وہ اپنی اصل شکل میں ہال میں داخل ہوتے ہی دیکھ چکا تھا۔ اس لیے اب سر رابرٹ کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے گرفتار ہونے کی وجہ کیا ہوئی ہے اب اسے نائٹران پر غصہ آ رہا تھا جس کے ذمہ اس نے سر رابرٹ کو اغوا اور قید میں رکھنے کا کام اگایا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس سے حماقت ہوئی ہے۔۔۔ اور سر رابرٹ نہ صرف قید سے نکل آیا بلکہ شاید اسی کی وجہ سے یہ سارا کھیل بگڑ گیا ہے۔ کیونکہ سر رابرٹ کو نہ صرف وہ اچھی طرح جانتا تھا بلکہ سر رابرٹ کے ساتھ اس کے دیرینہ تعلقات تھے۔۔۔ وہ اگر چاہتا تو سر رابرٹ کو اپنے مشن میں مدد کے لیے تیار کر لیتا لیکن انتہائی خفیہ مشن کی وجہ سے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے قید رکھ کر بلیک زیردگو اس کی جگہ دے دی جائے۔

”یہ پاکیشیائی تو نہیں مسٹر شاگل۔ یہ تو یورپین ہیں۔۔۔ کرنل

سنڈاری نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”یہ میک اپ میں ہیں۔۔۔“ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 اسی لمحے ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ اور وہ سب منسوب ہو گئے۔ کرنل سنڈاری نے آنے والے کا سر رابرٹ سے تعارف کرایا۔ عمران آنے والے کو پہلے سے ہی جانتا تھا۔۔۔ وہ پیشل سیکرٹری ٹھا کر تھا۔ ایک کیس میں وہ اس سے ٹکرا چکا تھا۔ اور پھر کرنل سنڈاری نے سر رابرٹ کی آمد اور پھر آصف خان کی گرفتاری اور جہاز پر موجود باقی لوگوں اور نفقی سر رابرٹ کی گرفتاری کی تفصیلات سیکرٹری ٹھا کر کو بتائیں۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک الماری میں رکھا ہوا وہ ٹائم میزائل بھی سیکرٹری ٹھا کر کو دکھایا۔ جس کے ذریعے گن کریک کو تباہ کیا جانا تھا۔

”ویری گڈ سر رابرٹ اور کرنل سنڈاری۔ آپ دونوں نے واقعی

شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے۔۔۔ سیکرٹری ٹھا کرنے بڑے پر جوش انداز میں کنٹرل سنڈاری اور سر رابرٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو معلوم ہو گیا کہ کنٹرل سنڈاری ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہے۔ اس کے بعد شاگل نے اپنی رپورٹ دی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح اسے ان لوگوں پر شک ہوا۔۔۔ اور وہ انہیں لے کر ہیڈ کوارٹر آیا۔ لیکن یہ لوگ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اور پھر ایک مخبر نے عمران کو فون بوتھ میں دیکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے عمران کا تعاقب کیا۔۔۔ اور داراب کا لونی کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ شاگل نے بتایا کہ پہلے تو اس نے اس کوٹھی پر زبردست ریڈ کرنے کا پروگرام بنایا لیکن کوٹھی کا محل وقوع دیکھ کر اسے خیال آیا کہ اس کوٹھی سے نکلنے کا خفیہ راستہ ضرور ہو گا۔ اس لیے اس نے دوسرا حربہ اختیار کیا۔۔۔ اور جسم کو فوری طور پر

سن کر دینے والی گیس کے فائر کوٹھی کے اندر کیے اور اس کے بعد وہ گیس ماسک پہن کر اندر داخل ہوئے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت بستروں میں آرام کر رہے تھے۔۔۔ اس لیے اس کا مشن کامیاب رہا اور وہ انہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے آئے وہاں کرنل سنڈاری کا فون ملا تو وہ انہیں لے کر یہاں آ گئے ہیں۔ شاگل نے اس ساری کہانی میں سے اپنی حماقتوں کا ذکر کرے سرے سے ہی گول کر دیا تھا۔

”گند۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے یہ دو گروپوں میں کام کر رہے تھے۔۔۔ سیکرٹری ٹھا کرنے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔۔۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ انہوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس کو الجھائیں گے۔ جب کہ نقلی سر رابرٹ اور اس کے ساتھی سائنس

ریسرچ کے بہانے ٹائز میزائل کے ذریعے گن کر یک کو تباہ کر دیتے۔۔۔ شاگل نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ سٹر شاگل اب آپ اپنے قیدیوں کے اصلی چہرے سامنے لائیں۔۔۔ سیکرٹری ٹھا کرنے کہا۔

”میں میک اپ واش کو بلاتا ہوں۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔ اور پھر اس کے حکم پر میک اپ صاف کرنے کی جدید مشین کے

ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف کر دیئے گئے۔ سر رابرٹ کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ اور پھر جیسے ہی

سر رابرٹ کی نظریں عمران کی نظروں سے ٹکرائیں عمران نے اسے آنکھ مار دی۔ وہ چونکہ آسانی سے پلکیں جھپک سکتا تھا۔ اس لیے اسے

آنکھ کا کونا دبانے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی۔ سر رابرٹ نے بوکھلا کر منہ دوسری طرف کر لیا۔

”یہ اصلی عمران نہیں ہو سکتا۔ اسے تو بولنے کا مرض ہے جبکہ یہ الو کی طرح خاموش بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ سیکرٹری ٹھا کرنے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ سن کر دینے والی گیس کی وجہ سے یہ زبان کو حرکت نہیں دے سکتا۔ اس لیے مجبوراً خاموش ہے۔۔۔ شاگل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس کی زبان کو حرکت میں لاؤ تا کہ میں اس سے بات کروں۔ میں یہ چیک کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اصلی عمران ہے۔ اگر یہ

اصلی ہے تو پھر میں اس کو اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گا۔۔۔ میں نے اس سے ایک پرانا حساب چکانا ہے۔۔۔ سیکرٹری ٹھا کرنے سخت

لہجے میں کہا۔

”کرنل سنڈاری۔۔۔ یہاں الانیوم سکس کے انجکشن مں جائیں

گے۔ شاگل نے کرنل سنڈاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔۔۔ کیوں۔۔۔“ کرنل سنڈاری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ انجکشن انہیں لگوا دیں۔ یہ درست ہو جائیں گے۔ لیکن پہلے ان کے ہاتھوں اور پیروں کو جکڑ دیں۔ اور اپنے آدمیوں کو اندر بلا لیں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین افراد ہیں۔۔۔“ شاگل نے کہا۔

”آپ کے لیے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ ہمارے لیے نہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ویسا ہی ہو گا جیسے آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔“ کرنل سنڈاری نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اور شاگل نے منہ پھیر لیا۔ اب وہ اپنے ہونٹ بھیجنے رہا تھا۔ وہ شاید سیکرٹری ٹھا کر کی وجہ سے خاموش تھا۔ ورنہ شاید وہ اپنی توہین پر اس طرح خاموش نہ رہتا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں بھی ویسی ہی زنجیر بیڑیاں ڈال دی گئیں جیسے کہ بلیک زبرد اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں پہلے سے موجود تھیں۔۔۔ ان کے دونوں بازو بھی پیچھے کر کے کلائیوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور اس کے بعد انہیں انجکشن لگا دیئے گئے۔ سیکرٹری ٹھا کر اب عمران کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ شاید عمران سے بات کرنے کے لیے ضرورت سے زیادہ بے چین تھا۔ انجکشن لگنے کے چند لمحوں بعد عمران کو اپنے جسم میں حرکت محسوس ہوئی۔ سن کر دینے والی گیس کا اثر ختم ہو رہا تھا۔۔۔ عمران دیکھ چکا تھا کہ ہال نما کمرے میں کرنل سنڈاری۔ شاگل اور سیکرٹری ٹھا کر کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لہذا وہ قدرے مطمئن تھا۔

”کسی کو خاموش کرانے کا بڑا کامیاب نسخہ ہے۔ کیا تم نے اسے

کبھی اپنی بیوی پر آزمایا ہے۔ مسر شاگل میں نے سنا ہے۔ تمہیں گالیاں دینے میں اس کی زبان ہزار کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے۔۔۔ عمران نے اچانک شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شت اپ یونائٹس۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔“ شاگل نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تم بوٹیاں اڑانے میں لگے رہنا اور ہمارا تیسرا گروپ کریک کے پرزے اڑانے میں لگا رہے گا۔ کم از کم حساب تو برابر رہنا چاہیے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔۔۔ کیا تمہارا تیسرا گروپ بھی ہے؟“۔۔۔ سیکرٹری ٹھا کرا چھل پڑے۔ جب کہ شاگل اور کرنل سنڈاری بھی چونک پڑے تھے۔

”یہ کواں کر رہا ہے سر۔۔۔ یہ اس طرح ہمیں ڈانچ دینے کی

کوشش کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے وقت ضائع کرنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالنا چاہیے۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”اگر میں ڈانچ دے رہا ہوں تو سر رابرٹ اصل بات بتا دیں گے۔“ کیوں سر رابرٹ۔ ویسے آپ نے اپنا رول بہترین انداز میں ادا کیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔۔۔ میں نے رول ادا کیا ہے۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا کواں ہے؟“۔۔۔ سر رابرٹ نے چونک کر کہا۔

لیکن عمران سر رابرٹ کے متعلق شک کا جو بیج بونا چاہتا تھا وہ بیجا جا چکا تھا۔ سیکرٹری ٹھا کر۔ شاگل اور کرنل سنڈاری اب عمران کی بجائے سر رابرٹ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

”کوئی بات نہیں یار۔ جب ہم اپنی اصل شکلوں میں آ گئے ہیں تو

تم کیوں نکلی رہنے پر مصر ہو۔ ہمہ یاراں دوزخ ہمہ یاراں بہشت۔“
 عمران نے کہا۔ اور اس کی اس بات نے واقعی ایٹم بم جیسا اثر
 کیا۔ شاگل نے بجلی کی سی تیزی سے سے ریو اور نکالا۔ اور انتہائی
 پھرتی سے اس نے سر راہٹ کی گردن سے ریو اور لگا دیا۔ چونکہ ہال
 میں اور کوئی مسلح آدمی موجود نہ تھا۔ اس لیے ظاہر ہے یہ کارروائی بھی
 اسے ہی کرنی پڑی تھی۔

”خبردار ہاتھ اٹھاؤ۔ ہم اس موقع پر کوئی رسک نہیں لے سکتے۔“
 شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

اور سر راہٹ کی آنکھیں غصے اور حیرت سے چھیتی گئیں وہ شاید
 تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک بھی ہو سکتا ہے۔

”چلو ادھر کرسی پر بیٹھو۔ خبردار اگر کوئی غلط حرکت گئی۔“ شاگل
 سر راہٹ کو بازو سے پکڑے عمران کے ساتھ والی کرسی کی طرف

دھکیلتا ہوا لے آیا۔ سیکرٹری ٹھا کر خاموش کھڑے تھے جب کہ کرنل
 سنڈاری کھڑا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔۔۔ ایسی سچو کھن میں وہ بول بھی نہ
 سکتا تھا۔ اگر واقعی سر راہٹ نقلی ثابت ہو جاتا ہے تو پھر اس کا کیا رہ
 جائے گا۔ عمران کے مارتھی حیرت سے اس نے مونڈ کودیکھ رہے تھے۔
 وہ سمجھ ہی نہ سکے تھے کہ عمران کا اس سارے ڈرامے سے کیا مقصد ہو
 سکتا ہے۔

”میک اپ داشر منگوؤ کرنل سنڈاری۔“ شاگل نے سر
 راہٹ کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ وہ شاید کرنل سنڈاری سے
 اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لیے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پر جوش نظر آ
 رہا تھا۔۔۔ بہر حال سر راہٹ کرنل سنڈاری کا ساتھی تھا۔ اور اسے
 معلوم تھا کہ اگر سر راہٹ نقلی نکل آتا ہے تو پھر کرنل سنڈاری کا سب
 کیا کرایا خاک ہو جائے گا۔

”تم مجھ پر شک کر کے سخت حماقت کر رہے ہو۔ تم بچتاؤ گے۔“

سر رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”خاموش رہو۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے۔“۔۔ شاگل نے مزہ کرتیز

لہجے میں کہا۔

کرنل سنڈاری اس سارے واقعے سے اتنا پریشان ہوا کہ وہ

میک اپ وائٹر لانے کے لیے خود ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور پھر

جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ عمران یک لخت اپنی کرسی سے اٹھ

کھڑا ہوا۔

”میں بتاتا ہوں کہ یہ اصل میں کون ہے۔“۔۔ عمران نے بڑے

اونچے لہجے میں کہا۔

”تم بیٹھو۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔“۔۔ شاگل غصے سے بھرے

ہوئے انداز میں ریوالبورہراتا سر رابرٹ سے ہٹ کر عمران کی طرف

اپکا۔ لیکن دوسرا لمحہ شاگل اور سیکرٹری ٹھا کر کے لیے انتہائی حیرت انگیز

ثابت ہوا۔۔ کیونکہ شاگل کے پٹے ہی سر رابرٹ بجلی کی سی تیزی

سے حرکت میں آیا۔ اور عمران کی طرف بڑھتا ہوا شاگل یک لخت سر

رابرٹ کے طاقتور بازوؤں کی گرفت میں آ گیا۔ اور اس کے ساتھ

ہی اس کا ریوالبورہراتا سر رابرٹ کے قبضے میں تھا۔

”خبردار میں گردن میں سوراخ کر دوں گا۔“۔۔ سر رابرٹ

شاگل کو سینے سے پھلائے تیزی سے دیوار کی طرف کھسکا گیا۔

اسی لمحے شاگل بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا اور سر رابرٹ اس

کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا سامنے کھڑے سیکرٹری ٹھا کر سے پوری

طاقت سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں پینچنے ہوئے فرش پر گر

گئے۔۔ شاگل نے واقعی خوب صورت داؤ استعمال کیا تھا۔ لیکن اسی

لمحے عمران پوری قوت سے گھوما اور اس کے پیچھے بندھے ہوئے بازو

لائچیوں کی طرح سیدھے ہو کر پوری قوت سے شاگل کے جسم سے

نکرائے اور شاگل چیخا ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا نکلایا۔۔۔ اور عمران

اس کے ساتھ ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اور اس نے

اپنے بازوؤں کو کسی بازیگر کی طرح نیچے کر کے آگے کیا اور اس کے

دونوں پیر بازوؤں کے حلقے کے اندر چلے گئے۔۔۔ اس طرح اب

اس کے بندھے ہوئے بازو اس کے جسم کے سامنے آ گئے گو اس طرح

بازو مڑ گئے تھے۔ اور ظاہر ہے ایسی حالت خاصی تکلیف دہ ہوتی

ہے۔ لیکن عمران کے چہرے پر کسی تکلیف کے دور دور تک آثار نہ

تھا۔ بازو آگے آتے ہی عمران تیزی سے جھکا۔۔۔ اور پھر اس نے

نزدیک ہی پڑا ہوا وہ ریوالور اٹھا لیا جو سر رابرٹ کے ہاتھوں سے

اچھل کر سیکرٹری ٹھا کر سے نکراتے وقت عمران کے سامنے آگرا تھا۔

”خبردار۔۔۔ تم تینوں ہاتھ اٹھا لو ورنہ۔۔۔ عمران نے انتہائی

سرد انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

اور سر رابرٹ اور سیکرٹری ٹھا کر جو اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

دانت بھیج کر رہ گئے۔ شاگل بھی دیوار سے نکل کر اب اٹھ رہا تھا۔

”ہاتھ اٹھا دو ورنہ۔۔۔ عمران ایک بار پھر غرایا۔

اس بار سر رابرٹ نے ہاتھ اٹھائے لیکن سیکرٹری ٹھا کر اسی طرح

ہونٹ بھیجے کھڑا تھا۔ شاید وہ اپنے عہدے کی وجہ سے اس طرح ہاتھ

اٹھانے میں تو جین محسوس کر رہا تھا۔۔۔ مگر دوسرے لمحے خوف ناک

دھماکہ ہوا اور سیکرٹری ٹھا کر چیخا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر گر ا۔

گوئی اس کے سینے پر پڑی تھی۔ اور اب وہ فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

”تم بھی ہاتھ اٹھا لو شاگل ورنہ۔۔۔ عمران نے پہلے سے زیادہ

سرد لہجے میں کہا۔ اور شاگل نے فوراً ہاتھ اٹھا لیے۔

”سر رابرٹ۔۔۔ جلدی کرو۔ میری کلائیوں کے درمیان کلپ

”تھکڑی کا ہٹن پر لیس کرو جلدی۔ لیکن سائیڈ سے آ کر“۔۔۔ عمران نے ریوالور کا رخ شاگل کی طرف کرتے ہوئے سر رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور سر رابرٹ نے جلدی سے سائیڈ میں ہوتے ہوئے عمران کے حکم کی تعمیل کرنی چاہی۔ لیکن وہ غلط سمت میں آئے۔ اور اسی لمحے دروازہ کھلا۔ اور کرنل سنڈاری میک اپ واشٹر مشین ہاتھ میں اٹھائے اندر داخل ہوا۔ سر رابرٹ دروازے کے غامض تھا۔ اس لیے عمران دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ وہ شاید دروازے کو کور کرنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن اس کے اچانک مڑنے سے سر رابرٹ کو تیزی سے ایک طرف ہٹنا پڑا۔ اور شاگل نے اسی لمحے سے بھرپور فائدہ اٹھایا وہ دروازے سے صرف چند گز کے فاصلے پر تھا۔ ریوالور کی نال اپنی سائیڈ سے ہٹتے ہی اس نے سیک لخت چھلانگ لگائی اور

دروازے کی دہلیز میں حیرت سے ہت بے کھڑے کرنل سنڈاری کو دھکیلتا ہوا باہر جا گرا۔۔۔ عمران نے فائر تو کیا لیکن فائر خالی گیا۔ اور چند لمحوں میں باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھریں۔

”سر رابرٹ۔ جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دیں۔ جلدی کریں“۔۔۔ عمران نے چیخ کر سر رابرٹ سے کہا اور سر رابرٹ بے کھائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف دوڑے اور دوسرے لمحے اس نے جلدی سے دروازہ بند کر کے اس کی اندر سے کنڈی لگا دی

کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لیے دروازہ مخصوص ساخت کا تھا اور عمران کو یقین تھا کہ اب وہ آسانی سے اسے نہ توڑ سکیں گے۔ اس کے اپنے پیروں میں بیڑیاں تھیں۔ ورنہ وہ شاگل اور کرنل سنڈاری کو اس

طرح کم از کم اس طرح بھاگئے نہ دیتا۔

”جلدی کریں میرے ہاتھ کھولیں۔۔۔“ عمران نے دروازہ بند

ہوتے ہی کہا۔

اور سر رابرٹ اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں واپس پلٹے

اور پھر کلپ ہتھکڑی کا درمیانی بٹن دبا کر عمران کے ہاتھ آزاد کر

دینے۔ عمران نے بازو سیدھے ہوتے ہی انتہائی پھرتی سے زنجیر والی

بیڑی کو بھی اسی طرح مکینکل انداز میں کھول دیا۔

”جلدی کریں میرے ساتھیوں کے ہاتھ اسی طرح آزاد کریں۔

جلدی ہری اپ۔۔۔“ عمران نے چیخ کر سر رابرٹ سے کہا۔ اور خود

بھی وہ تیزی سے بلیک زیرو کی طرف بڑھا جب کہ سر رابرٹ اسی

طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں صندوق کی طرف بڑھے۔ اور پھر عمران

اور سر رابرٹ نے انتہائی پھرتی دکھاتے ہوئے چند ہی لمحوں میں سب

کے ہاتھ آزاد کر دیئے اور اپنے اپنے پیروں کی بیڑیاں انہوں نے خود

کھول لیں۔

اسی لمحے راہداری میں بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی

آوازیں سنائی دیں۔۔۔ شاید دروازے کا ساؤنڈ پروف سسٹم ایک

تھا۔ اس لیے ساؤنڈ پروف کمرہ ہونے کے باوجود باہر سے قدموں کی

آوازیں اندر سنائی دے رہی تھیں۔

”دروازے کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ سائیڈ کی دیواروں میں

ہو جاؤ۔۔۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھی بجلی کی سی

تیزی سے سائیڈوں میں ہوتے گئے۔ دوسرے لمحے دروازے پر

فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران تیزی سے اس الماری کی

طرف بڑھا جس میں سے ٹائم میزائل نکال کر کرل سنڈاری نے

بیکر ٹری ٹھا کر کو دکھایا ہٹا اور پھر واپس رکھ دیا تھا۔۔۔ عمران نے جیسے

کی ایک سائڈ وزن سے جھک گئی تھی۔۔۔ لیکن کم از کم عمران کے ہاتھ تو آزاد ہو چکے تھے۔

”یہ تم نے مجھے۔۔۔“ سر رابرٹ نے عمران سے مخاطب ہو کر کچھ کہا چاہا۔

”ابھی خاموش رہیں سر رابرٹ۔ گلے شکوے زندہ رہتے تو ضرور کر لیں گے۔ فی الحال ہم سب کی موت زندگی کا مسئلہ درپیش ہے عمران نے غراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر رابرٹ منہ بنا کر خاموش ہو گئے۔

”سنو۔۔۔ اب ہم نے کمانڈو ایکشن کرتے ہوئے چھاپاؤنی سے نکلتا ہے۔ جس ہال میں ہم موجود ہیں۔ اس کی شمالی سمت میں ملٹری کا ہیملی کاپیڈ ہے۔ وہاں لازماً کوئی نہ کوئی ہیملی کاپٹر ہمیں مل جائے گا اس لیے پوری طرح تیار رہو۔ جو نظر آئے اڑا دینا۔“۔۔۔ عمران نے چیخ

عی الماری کھولی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ بڑی اور گہری الماری کے پچھلے بڑے خانے میں سٹین گنوں کے ساتھ ساتھ خاصے خوف ناک بم بھی موجود تھے۔۔۔۔۔ الماری کے اوپر ایمر جنسی کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ عمران نے سٹین گن اور ان کا میگزین نکال نکال کر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینکا اور چند ہی لمحوں میں وہ سب سٹین گنوں سے مسلح ہو چکے تھے۔ عمران نے اپنی جیبوں میں بم منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ باقی بم اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔۔۔ اب دروازے پر ہونے والی فائرنگ رک چکی تھی۔ شاید انہیں بھی سمجھ آ گئی تھی کہ ساؤنڈ پروف مخصوص ساخت کے دروازے پر گولیاں کوئی اثر نہ کریں گی۔ عمران نے اسلحہ تقسیم کرنے کے بعد ریوالور ایک جیب میں ڈالا۔۔۔ اور ٹائم میزائل نکال کر اس نے اسے اپنے کوٹ کی اندرونی بڑی جیب میں اچھی طرح دھنسا دیا۔ گو اس کا کوٹ خاصا بھرا ہوا لگ رہا تھا۔ اور اس

کر کہا۔

ہوا۔۔۔ اور دیوار کا ایک خاصا بڑا حصہ غائب ہو چکا تھا۔ دھماکے کی بازگشت ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ عمران چھلانگ لگا کر دیوار سے باہر نکلا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے سائیڈلے کرشین گن کا فائر بانٹیں طرف کھول دیا۔۔۔ ادھر سے کئی چیخوں کی آوازیں نکلیں۔ عمران کا اندازہ درست تھا۔ کچھ فاصلے پر اسے پہلی پیڑ نظر آ رہا تھا۔ جہاں دو بڑے پہلی کا پٹر موجود تھے۔

”فائر کرتے ہوئے پہلی پیڑ کی طرف دوڑو“ فائرنگ۔۔۔ ہم۔۔۔ سب کچھ استعمال کرو۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دائیں بائیں گھوم کر ہم پھینکے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی وہ انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا پہلی پیڑ کی طرف بڑھا۔ اس کی پیروی اس کے سارے ساتھی کر رہے تھے۔۔۔ ایک ہم پھینک کر بھاگتا تو دوسرا ہم پھینک دیتا۔ اس طرح دائیں بائیں ہموں

اسی لمحے راہداری سے شاگل کی چیخ ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ کسی کو دروازے پر ہم پھینکنے کی ہدایت دے رہا تھا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ہم نکالا۔۔۔ اور دانتوں سے پن کھینچ کر پوری قوت سے دروازے پر مار دیا۔ اور شاید دوسری طرف سے پھینکا جانے والا ہم بھی عین اسی لمحے دروازے سے نکل آیا تھا۔ اس کا اندازہ عمران نے انتہائی خوف ناک اور زوردار دھماکے سے لگایا تھا۔ اس قدر شدید اور زوردار دھماکے سے وہ سب لڑکھڑا گئے خوف ناک دھماکے سے پورا ہال لرز اٹھا تھا۔ اس کی کئی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ باہر راہداری میں سے چیخوں کی آوازیں بھی ابھری تھیں۔ عمران نے ہم پھینکتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دوسرا ہم ہال کی شمالی دیوار کے درمیان پوری قوت سے مار دیا اور ایک اور خوف ناک دھماکہ

کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ ساتھ گہرے دھوئیں کی چادر سی تن گئی۔ اور وہ سب بھاگتے ہوئے ہیلی پیڈ کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ ہیلی پیڈ کی سائیڈ میں بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت میں سے فائرنگ کی گئی۔ لیکن عمران نے پوری قوت سے ایک بم ادھر مارا اور دوسرے لمحے خوفناک دھماکے سے چھوٹی سی عمارت کے پر خچے اڑ گئے۔۔۔ ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کی آڑ لے کر انتہائی برق رفتاری سے ادھر ادھر فائرنگ کر کے اپنے ساتھیوں کو کورج دی اور وہ سب اچھل اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے گئے۔۔۔ البتہ بلیک زیرو نے عمران کی دوسری سائیڈ سنجال لی تھی۔ جب سب لوگ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تو عمران نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا اور پھر بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے پائلٹ سیٹ پر سوار ہو گیا۔۔۔ عمران ابھی نیچے کھڑا مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کا انجن

جاگ اٹھا اور اس کے پٹکے چلے اور پھر ان میں مسلسل تیزی آتی گئی۔۔۔ جب عمران نے محسوس کیا کہ اب ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھنے کے قابل ہو گیا ہے تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں موجود آخری بم دوسرے ہیلی کاپٹر کی طرف اچھال دیا جو خاصے فاصلے پر موجود تھا۔ اور خود ہائی جپ لگا کر وہ ہیلی کاپٹر کے دروازے میں جا گھسا۔ اسی لمحے دوسرے ہیلی کاپٹر سے نکلنے والے بم کا خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور اسی لمحے بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر پہنچ گیا۔۔۔ ہیلی کاپٹر کے اندر بارہ افراد کے بیٹھنے کی جگہ تو نہ تھی اس لیے وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ بچھنے ہوئے انداز میں کھڑے تھے۔

”جلدی کرو شمال میں لے چلو۔ ابھی ایئر فورس ہم پر نوٹ پڑے

گی۔ جلد ہی کروڑ۔۔۔ عمران نے پہلی کاپڑ کے اوپر اٹھتے ہی چیخ کر ہلکے نرمیوں سے کہا۔

اور بلیک زیریوں نے جیسی کا پڑکار خ شمال کی طرف موڑ دیا۔

”لاک کر کے بٹو۔ مجھے بیٹھنے ”سیٹ پر“۔۔۔ عمران نے اچھل کر یاٹ سیٹ کی طرف آتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے مٹن دبا کر جنگی ہیلی کاپٹر کا انجن آٹو ٹیک کیا۔ اور اچھل کر سیٹ کی دوسری طرف کو کھسک گیا۔ عمران سیٹ پر بیٹھا۔۔۔ اور اس نے آٹو ٹیک مٹن آف کر کے ہیلی کاپٹر کی رفتار بھی تیز رک دی۔ اور اس کی بلندی بھی گھٹا دی۔ چھاؤنی کی حدود سے اس وقت ہیلی کاپٹر نکل کر درہ بکرا کی طرف اتھرائی تیز رفتاری سے اڑا چلا جا رہا تھا۔۔۔ اسی لمحے فضا میں لڑاکا جہازوں کی گونج سنائی دی۔ اور

ہوا نظر آنے لگا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔ اور ان کی خوفناک آوازوں سے پوری فضا تھرمانے لگی تھی۔

عمران نے گونج سنے ہی ہیلی کاپڑ کو انتہائی مہارت سے ایک لمبا
خوطہ دیا۔ اور ہیلی کاپڑ میں موجود سب افراد کے دل اچھل کر صُقل میں
آ گئے۔۔۔ عمران کا انداز اس قدر خوفناک تھا کہ یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے چند لمحوں بعد ہیلی کاپڑ زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔
نیچے اونچی نیچی بے شمار پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپڑ غوطہ کی
صورت میں نیچے ہوتا چلا گیا۔۔۔ اور پھر عمران نے اسے ذرا سا اوپر کو
اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ دو پہاڑیوں کے درمیانی نشیب میں ہیلی
کاپڑ کو سیدھا لیت گیا۔

ایئر فورس کے لڑاکا جہاز پوری رفتار سے اوپر سے اڑتے چلے

گئے۔ اچانک نشیب میں آ جانے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر ان کے براہ

راست نشانے کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔ اور شاید لڑکا جہازوں کے پائلٹوں نے ہیلی کاپٹر کو اس خوفناک انداز میں نیچے جاتے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھا ہو کہ شاید ہیلی کاپٹر آؤٹ آف کنٹرول ہو جانے کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے۔۔۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ کنٹرول عمران جیسے آدمی کے ہاتھ میں ہے۔

نشیب میں پہنچتے ہی عمران ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھائے لیے گیا اور پھر اسے اپنے مطلب کی جگہ نظر آ گئی۔ یہ ایک باہر کو نکلی ہوئی بڑی سی چٹان تھا۔ جس کے نیچے بہت سی خالی جگہ تھی۔ اور ان کا درمیانی فاصلہ اتنا تھا کہ ہیلی کاپٹر اس میں گھس سکتا تھا۔ عمران نے یک لخت رفتار کم کر دی اور ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ اس چٹان کے قریب پہنچ کر عمران نے اسے اور نیچے کرتے ہوئے فضا میں ہی روک

”جلدی نیچے کود کر اس چٹان کے نیچے ہو جاؤ۔ جلدی“۔

عمران نے جیسی کاپٹر کو روکتے ہی چیخ کر کہا۔ اور پھر سب سے پہلے صفدر نے نیچے بہپ لگایا۔ کیونکہ وہ اس طرف کھڑکی کے قریب تھا۔۔۔ اور اس کے بعد وہ باری باری نیچے کودتے گئے۔ نیچے زمین پہاڑی اور سخت تھی۔ لیکن بلندی بے حد کم ہونے کی وجہ سے ان میں سے کسی کو چوٹ نہ آئی۔ اب آسمان پر ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں کی گونج ایک بار پھر سنائی دے رہی تھی۔

”اسے کیچ کر جلدی“۔۔۔ عمران نے اپنی اندرونی جیب سے ٹائم میزائل نکال کر چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میزائل کیپٹین ٹکلیل کی طرف اچھال دیا۔ کیپٹین ٹکلیل نے بڑی مہارت سے ٹائم میزائل کو کیچ کر لیا۔۔۔ اس کے میزائل کو کیچ کرتے ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کو

بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھایا اور اس کی بلندی اونچی کر دی۔

اب ہیلی کاپٹر تیر کی طرح اوپر کواٹھتا ہوا سیدھا جانے لگا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے آٹو بینک سسٹم کا بٹن آن کیا اور دوسرے لمحے اس نے نیچے جھلانگ لگا دی بغیر پیراشوٹ کے عمران کا جسم کسی وزنی گھڑی کی طرح اکٹھا ہو کر زمین کی طرف آیا۔۔۔۔۔ عام حالات میں اس طرح کودنے کا مطلب صریحاً خودکشی کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

اس لیے اس کے ساتھیوں کے چہرے عمران کو اس طرح گرتے دیکھ کر زرد پڑ گئے۔ لیکن زمین کے قریب آتے ہی عمران کے جسم نے ایک لخت قلابازی کھائی۔ اور پھر جیسے ہی اس کے پیر سخت زمین سے ٹکرائے۔ عمران کے جسم نے مسلسل قلابازیاں کھانا شروع کر دیں۔ اور تین قلابازیوں کے بعد عمران یوں سیدھا کھڑا تھا جیسے سیڑھی کی مدد

سے نیچے اتر کر کھڑا ہوا ہو۔۔۔ واقعی پیراٹروپنگ کے فن میں عمران کی مہارت قابل دید تھی۔

ہیلی کاپٹر اسی طرح سیدھا بلند ہوتا چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد فضا میں دو ایک خوفناک دھماکے کی بازگشت سنائی دی۔ اور ایک لمحے کے لیے ہر طرف روشنی کی چمک سی پھیلی۔۔۔ اور عمران سمیت سب ساتھی سمجھ گئے کہ ایئر فورس لڑاکا طیاروں نے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیا ہے۔ اور یہ روشنی کافلیش اس کے پھٹنے اور فوول بینک کے آگے لگنے سے ہوا تھا۔

عمران سیدھا کھڑا ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور دوڑنا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھا جس کے نیچے اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اوہ۔۔۔ تم ذمہ داری کو رو رہے ہو۔ یہاں ملک پر ایک ایک لمحہ بھاری ہے۔ فوراً اسے ہٹ کر کے مجھے رپورٹ دو۔“

کرنل سنڈاری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسپورنڈر سے کمریڈل پر مٹج دیا۔

شاگل میز کی دوسری طرف بیٹھا اپنے ہونٹ چبا رہا تھا۔ باہر ایک قیامت برپا تھی۔ ملٹری انجینی جنس کا بڑا ہال مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر اور ہیلی پیڈ کی عمارت خاک کا ڈھیر بن چکے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے تحاشا فائرنگ اور بمباری سے پندرہ افراد ہلاک اور بیس کے قریب شدید زخمی تھے۔۔۔ ہیلی پیڈ کی عمارت میں موجود پانچ افراد کی ہلاکت ان کے علاوہ تھی۔ غرضیکہ پوری ملٹری چھاؤنی میں زلزلہ آ گیا تھا۔ سٹیشنل سیکرٹری ٹھا کر کی لاش بھی نکالی جا چکی تھی۔۔۔ یہ تو اگر چیف شاگل پلک جھپکنے میں کرنل

”میں کہتا ہوں چاہے تمہیں پوری ایئر فورس کیوں نہ استعمال کرنی پڑے اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دو۔ میں تمہیں حکم دے رہا ہوں وائس ایئر مارشل اس آزمائی آرڈر۔۔۔“ کرنل سنڈاری نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ چہرہ سرخ تھا اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

”ٹھیک ہے سر۔۔۔ میں ایک سکوارڈن بھیج دیتا ہوں۔ لیکن اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

سنڈاری کو دھکیلتا ہوا دور راہداری میں نہ لے جاتا تو لاشوں میں ان دونوں کی لاشوں کا شامل ہو جانا بھی لازمی تھا۔ شاگل چونکہ یہاں اکیلا تھا۔ اور تمام تر کرل سنڈاری کا تھا۔۔۔ اس لیے وہ صرف بے بسی سے ہونٹ چبائے چلا جا رہا تھا۔

”واقعی یہ لوگ حد سے زیادہ دلیر اور خطرناک ہیں۔ اب بھلا سوچو کون تصور کر سکتا ہے کہ ہتھیاریوں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے نمبتے آدمی ایسی قیامت بھی برپا کر سکتے ہیں۔۔۔ کرل سنڈاری نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کاش۔ میں تمہارے کہنے پر انہیں یہاں نہ لے آتا تو اب تک ان کی بوٹیاں ہو چکی ہوتیں۔ یہ زندگی میں پہلی بار مکمل طور پر میرے کنٹرول میں آئے تھے۔۔۔ اور پھر وہ تمہارا سر رابرٹ سارا چکر اسی نے کھینچا ہے وہ ان کا ساتھی تھا۔۔۔ شاگل نے غرا تے ہوئے کہا۔

”مجھے اب تک حیرت ہے۔ سر رابرٹ اگر ان کا ساتھی ہوتا تو پھر اسے ان لوگوں کے گرفتار کرانے میں کیوں دلچسپی ہوتی۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ لیکن تم فکر نہ چیف۔ ایئر فورس اس ہیلی کاپٹر کو زیادہ دور نہ جانے دی گئی۔۔۔ کرل سنڈاری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم یقین کر لینا لیکن مجھے یقین نہیں آئے گا۔ یہ شیطان ہیں۔ شیطان۔ ہدرو میں ہیں۔۔۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ہیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرل سنڈاری نے جلدی سے ریسیور اٹھالیا۔

”ہیس۔۔۔۔ کرل سنڈاری سپیکنگ۔۔۔ کرل سنڈاری نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

”وائس ایئر مارشل ارجن سٹھ۔۔۔ ہیلی کاپٹر کو درہ کبرما کی

پہاڑیوں کے اوپر فضا میں ہی ہٹ کر دیا گیا ہے۔ کٹ میزائل نے اس کے پر خچے اڑا دیئے ہیں اور کوئی حکم۔۔۔ دوسری طرف سے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”دیری گڈ۔ دیری گڈ۔ تھینک یو۔ یہ تمہارا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں پرانم مسٹر سے تمہاری پیشکش سفارش کروں گا۔“

کرنل سنڈاری نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور پھر ریسپور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب مسرت کا آہشار بہہ رہا تھا۔

”سبارک ہو چیف شاگل۔ آحرکار دشمن ہٹ ہوئی گئے۔“ کرنل سنڈاری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب تک میں ان کی لاشیں آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ مجھے یقین نہیں آئے گا۔ تم ایسا کرو۔ وہاں اپنے آدمیوں کو بھی چوکننا کرو اور ہمیں خود بھی وہاں چلنا چاہیے۔“ شاگل نے کہا۔

”ارے تمہیں یقین نہیں آ رہا۔ کمال ہے۔ اس قدر مرعوب ہونے کی بھی آخر کیا بات ہے۔ بلی کا پٹر راکٹ میزائل سے فضا میں ہی ہٹ ہونے کے بعد ان کے جسموں کے ریزے تک فضا میں مل چکے ہوں گے۔“ کرنل سنڈاری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے آدمی سے بات تو کرو۔ کاش یہ سب کچھ میرے علاقے میں ہو رہا ہوتا۔“ شاگل نے کہا۔

”چلو تمہاری بات بھی مان لیتے ہیں۔ میں کیپٹن شرما کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ان کی لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈ نکالے۔“

کرنل سنڈاری نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور اس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے مٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ کرنل سنڈاری کالنگ کیپٹن شرما اوور۔“

کرنل سنڈاری نے بار بار یہی فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔

”ایس کیپٹن شرماسپیڈنگ اوور“۔۔۔ چند لمحوں بعد کپٹن شرماس کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

”کیپٹن شرماس۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتہائی خطرناک

افراد ملٹری چھاؤنی سے ایک ہیلی کاپٹر اغوا کر کے درہ بکرماس کی

پہاڑیوں کی طرف گئے تھے۔ میں نے ایئر فورس کو اس ہیلی کاپٹر کو

ہٹ کرنے کا حکم دیا تھا۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ہیلی کاپٹر فضا میں ہی

ہٹ کر دیا گیا ہے۔ تم ایسا کر دو کہ ہمارے آنے تک اس ہیلی کاپٹر میں

موجود افراد کی لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈ بھڑکھو۔ سیکرٹ سروس کے

چیف مسٹر شاگل کو ان کی موت کا یقین نہیں آ رہا۔۔۔ انہیں یقین

دلانے کے لیے ان ٹکڑوں کی تلاش ضروری ہے۔ سیکرٹ سروس کے

چیف اور میں وہیں آ رہے ہیں اوور“۔۔۔ کرنل سنڈاری نے بڑے

طنز یہ انداز میں شاگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ہیلی کاپٹر تو ضرور فضا میں ہٹ ہو گیا ہے۔ لیکن میرے

ایک آدمی نے اس کے ہٹ ہونے سے پہلے ایک آدمی کو بغیر پیرا

شوٹ ہیلی کاپٹر سے نیچے کودتے ہوئے دور بین کے ذریعے چپک کیا

تھا۔ وہ آدمی ہٹ ہونے سے کافی پہلے کودا تھا۔۔۔ میں نے اس

آدمی کی تلاش کا حکم دے دیا ہے اوور“۔۔۔ کیپٹن شرماس نے جواب

دیا۔ اور کرنل سنڈاری کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔ جب کہ

شاگل کے چہرے پر طنز یہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”اس ہیلی کاپٹر میں بارہ افراد تھے۔ کیا صرف ایک آدمی کودا ہے

باقی ہلاک ہو گئے ہیں اور وہ آدمی بھی اتنی بلندی سے بغیر پیرا شوٹ

کے کودنے کے۔ اور پہاڑی چٹانوں سے ٹکرا کر کیسے زندہ رہ سکتا ہے

اوور“۔ کرنل سنڈاری نے تیز لہجے میں کہا۔

”بارہ آدمی۔۔۔ اوہ سر پھر تو نے مجھے اپنی پوری فورس کو حرکت میں لانا پڑے گا۔ باس ہیلی کا پٹر ہٹ ہونے سے پہلے کافی دیر تک دو پہاڑیوں کے درمیان ایک گہرے نشیب میں غائب رہا ہے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ نشیب میں اتر گیا ہے۔۔۔ چونکہ ہیلی کا پٹر ہماری اپنی فوج کا تھامہ۔ اس لیے ظاہر ہے ہم اس سے مشکوک نہ ہو سکتے تھے۔ بعد میں وہ نشیب سے باہر آیا ہے۔ اور کچھ بلندی پر آنے کے بعد اس میں سے ایک آدمی کودا ہے۔۔۔ اور ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے اوپر کواٹھتا آگے بڑھتا گیا ہے۔ اس کے بعد ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں نے اسے راکٹ میزائل سے ہٹا دیا ہے اور باس جس انداز میں ہیلی کا پٹر ہٹ ہونے سے پہلے اڑ رہا تھا۔۔۔ اس سے مجھے اب یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ اسے آٹوٹیک کنٹرول پر لاک کر دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ جس وقت وہ ہٹ ہوا ہے اس

میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔۔۔ اور میں تو پہلے ایک آدمی کی وجہ سے اتنا پریشان نہ تھا لیکن اب آپ بتا رہے ہیں کہ وہ بارہ افراد تھے۔ اور ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ گیارہ افراد نشیب میں پہلے کود گئے ہیں۔۔۔ اور آخری آدمی آٹوٹیک لگا کر کودا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پوری طرح چوکنا رہنا ہو گا اور۔۔۔ دوسری طرف سے کینپین شرمالے کہا۔

”اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایئر فورس والوں کو مجھے رپورٹ دینی چاہیے تھی۔ بہر حال تم ایسا کرو پوری فورس کو وارنٹ کر دو۔ خاص طور پر گن کرٹیک کی حفاظت کے بارے میں پوری طرح چوکنا رہو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں اور اینڈ آئل۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”دیکھا کرنل۔۔۔ میں نے کیا کیا تھا۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں۔ بس زندگی میں پہلا چانس ملا تھا کہ یہ بے بسی کے

عالم میں میرے ہتھے چڑھے تھے۔ لیکن تمہاری وجہ سے وہ موقع بھی ضائع ہو گیا۔۔۔ چیف شاگل نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔

”آپ بار بار مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ حالانکہ جب انہوں نے جوشن بدلی ہے اس وقت میں اندر بھی نہ تھا۔ اگر میں ہوتا تو دیکھتا کہ کیسے وہ لوگ آپ کو کور کرتے ہیں۔ آپ اندر موجود تھے۔۔۔ کرنل سنڈاری نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تمہارے سربراہ کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے۔ بہر حال یہ لوگ تمہارے بس کے نہیں ہیں۔ مجھے خود اپنے آدی لے کر انہیں مارنا پڑے گا۔۔۔ چیف شاگل نے کہا۔

”کیا مطلب۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کرخست لہجے میں کہا۔ اب وہ آپس کے احترام کو بھی ختم کر کے تو اور تم پر اتار آئے تھے۔

”میں اپنا گروپ لے کر درہ بکر میں جاتا ہوں اور ان پر قابو پاتا ہوں۔۔۔ چیف شاگل نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ساری۔ وہ میرا علاقہ ہے۔ میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تم نے اگر جانا ہی ہے تو ادھر زہریلی دلدلوں کی طرف جاؤ شوق سے۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا۔

”تم سے بھی نیٹ لوں گا کرنل۔۔۔ شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بھی دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسرے کا میں خود ہوں گا۔ جولیا گروپ کا کام ملٹری انٹیلی جنس کو
 الجھانا ہے۔ جب کہ میں اپنے گروپ کو لے کر گن کریک کی طرف
 بڑھوں گا۔۔۔ سر رابرٹ تمہارے ساتھ ہوں گے انکی حفاظت کرنا۔
 جلدی کرو گن کریک کی مخالف سمت میں بڑھو۔ اسلحہ دھیان سے
 استعمال کرنا اور اسلحہ نہیں لے گا۔ اور اگر ہو سکے تو مخالفوں سے اسلحہ
 چھیننے کی کوشش کرنا۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں ہدایت دیتے
 ہوئے کہا۔

”لیکن یہ تو اندھا اقدام ہوگا۔۔۔“ نائٹران نے پہلی بار کہا۔
 ”اندھا ہے یا بہرہ۔ اب ایسے ہی ہو گا۔ جاؤ۔ نکل جاؤ۔
 جلدی۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور جولیا اور اس کے ساتھی ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے
 تیزی سے چٹان کے نیچے سے نکل کر الٹی سمت کو چڑھنے لگے۔ جب

عمران دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور اس نے سب
 سے پہلے کیپٹن شکیل سے ٹائم میزائل لے کر دوبارہ اپنی جیب میں
 ڈال لیا۔

”سنو۔ ہم نے گن کریک کی طرف بڑھنا ہے کمانڈو کارروائی
 کرتے ہوئے۔ یہاں ملٹری انٹیلی جنس چپے چپے پر پھیلی ہوئی ہوگی۔
 اس لیے کسی کی پرواہ نہ کرو اور جو نظر آئے بھون ڈالو۔۔۔ اور بس
 آگے بڑھتے رہو اس طرح دو گروپ ہیں ایک کی لیڈر جولیا اور

کہ عمران اور اس کے ساتھی کیپٹن ثقیل، خاور، ٹانگہ اور صدیقی وہیں رک رہے۔۔۔ چند ہی لمحوں بعد جولیا اور اس کے ساتھی عمران کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

”اب نقشہ سمجھ لو۔ ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھنا ہے۔ ورنہ کافرستان والے یہاں پوری فوج لایچیکیں گے۔۔۔“ عمران نے چٹان پر انگلی سے نقشہ بناتے ہوئے کہا۔ پورے علاقے کا نقشہ بنا کر اس نے انگلی سے بتایا کہ اس وقت وہ کہاں موجود ہیں۔۔۔ اور پھر اس نے وہ راستہ بھی نشان زدہ کر دیا۔ جس کے ذریعے وہ زیادہ سے زیادہ جلدی گن کر یک تک پہنچ سکتے تھے۔ اسی لمحے دور سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیے لگیں۔

”چلو اب وقت ہے۔ ان کا علمراؤ ہو چکا ہے۔“ عمران نے نقشے کو ہاتھ سے مٹاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے

ہوئے چٹان کے نیچے سے نکلے اور انتہائی تیز رفتاری سے گن کر یک کی طرف پہاڑی پر چڑھنے لگے۔۔۔ تیز رفتاری کے باوجود وہ بے حد محتاط تھے۔ اونچی نیچی چٹانوں سے ہوتے ہوئے وہ پہاڑی کے اوپر پہنچ گئے۔ اور پھر جیسے ہی عمران نے چٹان کے اوپر سے سر نکالا۔

ایک گولی سانس کی آواز سے اس کے کان کے قریب سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔۔۔ اور عمران تیزی سے واپس دھک گیا وہ بال بال بچا تھا۔ ورنہ اس بار وہ ہٹ ہو چکا تھا۔ عمران نے نیچے ہوتے ہی جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر بم نکالا اور اس کی پین دانتوں سے کھینچ کر اس نے اسے پوری قوت سے اچھال دیا۔۔۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور ساتھ ہی کئی چیزوں کی آوازیں ابھریں۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور پھر دوڑتا ہوا دوسری طرف نشیب میں اترتا گیا۔ سامنے والی پہاڑی پر چار افراد کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔ عمران کا بم دھیکے

بغیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔ وہ سب دوڑتے ہوئے نیچے اترے اور پھر اسی رفتار سے بھاگتے ہوئے اوپر چڑھتے گئے۔ ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ عمران کی نظریں ایک غار نما سرنگ پر پڑیں۔ عمران اس سرنگ کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔

”آؤ ادھر سے“۔۔۔ عمران نے ہاتھ لہرا کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور وہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ عمران سرنگ کے دہانے پر ہی رکا رہا۔ جب سب ساتھی اندر داخل ہو گئے تو اس نے قریب پڑے ایک بڑے سے پتھر کو کھسکا کر سرنگ کے دہانے پر جما دیا۔۔۔ سرنگ خاصی تنگ تھی اور قدرتی تھی۔ لیکن اس میں اتنی جگہ ضرور تھی کہ وہ جھک کر اس کے اندر دوڑ سکیں۔ سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی اور کوئی دفعہ موڑ کاٹ کر آخر انہیں دوسری طرف سے روشنی کا نقطہ چمکتا ہوا نظر آ گیا۔ عمران سمجھ گیا

کہ دوسری طرف کا دہانہ آ گیا ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے جب اس دہانے پر پہنچے تو عمران یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا کہ دہانے کے بالکل سامنے گن کر یک موجود تھا۔۔۔ وہاں بیس کے قریب مسلح فوجی نیچے کھڑے ہوئے تھے جب کہ اوپر درے میں بھی دس فوجی شین گنیں اٹھائے اور گلے میں دوور بین لٹکائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ گن کر یک تقریب دو سو فٹ بلند تھا۔۔۔ عمران دہانے میں ایٹا خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

سرنگ نے ان کی واقعی بے حد مدد کی تھی۔ کہ وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر گن کر یک کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ لیکن اب گن کر یک تک پہنچنا ایک مسئلہ تھا۔۔۔ اتنی بلندی پر جانے کے لیے بظاہر کوئی راستہ نہ تھا۔ نیچے سے کر یک تک پہاڑی کسی دیوار کی طرح سیدھی اور سپاٹ تھی پہاڑیوں پر دور سے فائرنگ کی آوازیں اور

ہموں کے دھماکے سنائی دے رہے تھے۔۔۔ اسی لمحے عمران کو آسمان

پر گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہیلی
کاپٹر گن کریک کے سامنے ایک چٹان کے اوپر آ کر اتر ا۔ ہیلی کاپٹر
میں سے کرنل سنڈاری کے سامنے ایک چٹان کے اوپر اتر ا۔ ہیلی کاپٹر
میں سے کرنل سنڈاری باہر نکلا۔ اسی لمحے ایک لہا ترنگانو جوان ایک
چٹان کے پیچھے سے نکل کر کرنل سنڈاری کی طرف بڑھا۔۔۔ اور وہ
دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اسی چٹان کے پیچھے ہو گئے۔

”اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔۔۔“ کیپٹن شکیل نے عمران کو
اس طرح خاموش پڑے دیکھ کر پوچھا۔

”میں سوچ رہا ہوں اس درے میں کیسے داخل ہوا جائے۔ ایک
ی صورت ہے۔ کہ اس ہیلی کاپٹر کو استعمال کیا جائے۔ تم ایسا کرو مجھے
کوور کرنا میں آگے جاتا ہوں۔“۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد جواب دیا۔

”میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں شاید راستے میں کورج کی
ضرورت پڑ جائے۔“۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔
اور پھر عمران پہلے اس دہانے سے باہر کو نکلا اور تیزی سے ایک
بڑی چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی کھسک کر اس
کے پاس پہنچ گیا۔ ان دونوں کے پاس شین جنس موجود تھیں۔

”ہم نے اس ہیلی کاپٹر تک پہنچنا ہے۔ تم یہی رکو میں آگے جاتا
ہوں۔ جب میں اپنا ہاتھ سر پر پھیروں تو تم آگے بڑھنا۔“۔۔۔ عمران
نے سرگوشیاں انداز میں اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر خود
تیزی سے کھسک کر زمین کے ساتھ چمنا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ آگے
بہت گہرا نشیب تھا۔۔۔ جب کہ دوسری پہاڑی جس پر ہیلی کاپٹر
موجود تھا تک جانے کے لیے ایک پتلی سی گگر موجود تھی بالکل پل صراط

کی طرح عمران کرائٹ کرنا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اسے اپنے لباس کی طرف سے بے حد فکر تھی۔۔۔ کیونکہ یہ عام سا لباس تھا۔ اور ایسا لباس دور سے دکھائی دے سکتا تھا۔ اس کا پروگرام تو فوجی وردیوں میں آنے کا تھا لیکن سارا پروگرام اچانک گزریا ہو گیا۔ اور انہیں اسی لباس میں یہاں تک پہنچنا پڑا۔۔۔ عمران بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا اور اب وہ اس پتلی سی نگر کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب وہ براہ راست گن کریک کے اوپر کھڑے ہوئے مسلح فوجیوں کی زد میں تھا۔ وہ بڑی آسانی سے انہیں نظر آ سکتا تھا۔ یہاں پہنچ کر عمران اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ لیکن پتلی نگر کے آس پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اور اگر وہ اس نگر سے گزر پڑتا تو یقیناً نیچے کسی لامحدود گہرائی میں ہی پہنچتا۔ جہاں سے زندہ سلامت نکلنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

عمران چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا پتلی نگر کو دیکھ رہا تھا۔ اسے دورے کے اوپر کھڑے ہوئے فوجی بھی صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران نے سر پر ہاتھ بھیرا۔ اور چند لمحوں بعد ٹائیگر ریٹکتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔

”اب اصل پکڑ ہے ٹائیگر۔۔۔ تم ان فوجیوں کا خیال رکھنا۔ میں نے اب نگر پار کرنی ہے۔“۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے سر ہلادیا اور عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے آگے نگر پر چڑھ کر ریگتے لگا۔۔۔ نگر اتنی پتلی تھی کہ اس پر بیک وقت دو پیر نہیں جمائے جاسکتے تھے۔ اس لیے عمران اس پر کسی صورت بھی دوڑ نہ سکتا تھا۔ بس وہ صرف اس پر لیٹ کر سینے کے بل کھسک سکتا تھا۔۔۔ اور اس کے لیے بھی صورت ایسی تھی کہ اسے اپنا توازن ہر صورت میں رکھنا تھا۔ کیونکہ نگر پر اس کے جسم کا صرف

درمیانی حصہ تھا۔ دونوں اطراف سے اس کا جسم خلا میں تھا۔ عمران کھسکتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔۔۔ لیکن ابھی اس نے آدھا فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور جیسے گرم سلاخ سی پائیں بازو میں ٹھس گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کا توازن ختم ہو گیا۔ اور وہ بے اختیار اچھل کر نگر سے نیچے گہرائی میں سر کے بل گرنا گیا۔ گہرائی جہاں یقینی موت چھپی ہوئی تھی۔ عمران کو ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی جان اس کے حلق میں آگئی ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کا ذہن ماؤف ہونے لگا۔۔۔ ماؤف ہوتے ہوئے ذہن سے اس نے اپنے پیچھے اور درو کی طرف سے بے تحاشا گولیاں چلنے اور چند افراد کے چیخنے کی آوازیں بھی سنیں۔ لیکن پھر یہ آوازیں خاموشی میں ڈھلتی گئیں۔۔۔ شاید آوازیں تو ویسے ہی موجود تھیں لیکن عمران موت کی خاموشی میں ڈوب چکا تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ چوٹی پر پہنچتے ہی وہ ر کے اب سامنے انہیں چار فوجی دوسری طرف سے چڑھتے ہوئے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔۔۔ ان کا رخ بالکل اسی طرف کو تھا جہر جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”میں ابھی ختم کرتی ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔“

جولیا نے کہا اور پھر اس کی سٹین گن کی ٹرٹزا ہٹ کے ساتھ ہی وہ چاروں اچھل اچھل کر نیچے گرے اور نشیب میں بھاری بوروں کی

ہوش ہو چکا تھا۔

”چوہان کو دیکھو“۔۔۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں نے دیکھا ہے یہ زندہ ہے۔ میرے پاس تیز دھار کا فنجر ہے۔ میں اس کا آپریشن کر لوں گا۔ آپ جائیں پلیز جلدی کریں“۔۔۔ ناثران نے کہا۔

”سر رابرٹ۔ آپ بھی ان کے ساتھ ہی رک جائیں۔ صرف میں صندرو، پرویز اور نعمانی آگے جائیں گے۔ ٹھیک ہونے کے بعد آپ تینوں علیحدہ گروپ کی صورت میں انہیں الجھائیں گے“۔۔۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ چاروں ریگتے ہوئے آگے بڑھے۔ آگے ایک محفوظ جگہ دیکھتے ہی وہ اٹھ کر تیزی سے دوڑ پڑے۔ آگے جا کر پھر ڈھلان سی آگئی۔۔۔ اور وہاں پہنچ کر رک گئے۔ سامنے ڈھلان میں ایک فوجی چوکی سی بنی ہوئی تھی جس کے

طرح گرتے گئے۔ ان کے گرتے ہی وہ سب تیزی سے اٹھے اور ان کی طرف دوڑ پڑے۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک اور اونچی چوٹی سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی چوہان اور ناثران کی چیخیں سنائی دیں۔۔۔ جولیا اور صندرو دونوں سانپ جیسی تیزی سے واپس پلٹے ہی تھے کہ سر رابرٹ کی شین گن کی آواز سنائی دی اور پھر اونچی چوٹی پر سے ایک آدمی چیخا ہوا سر کے بن نیچے نشیب میں گرتا ہوا نظر آیا۔ سر رابرٹ کا نشانہ واقعی بے حد تیز تھا۔

”کیا پوزیشن ہے“۔۔۔ جولیا نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

”ہم دونوں شدید زخمی ہیں۔ آپ آگے بڑھ جائیں ہم یہیں کہیں کسی غار میں چھپ کر بینڈیج کر لیں گے۔ ہماری فکر نہ کریں کام آگے بڑھائیں“ ناثران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی ران میں گولی لگی تھی جب کہ چوہان کی پشت میں گولی اتر گئی تھی اور وہ بے

ساتھ ایک جپ بھی کھڑی تھی۔ اور وہاں دس بارہ مسلخ افراد بھی موجود تھے۔

اسی لمحے ان میں سے کسی نے انہیں دیکھ لیا۔ اور پھر اس کے چہنچہ ہی سب فوجیوں نے تیزی سے پوزیشنیں لے کر ان پر فائر کھول دیا۔ جواب میں جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی فائر کھول دیا اور گولیوں کو زیر دست تھانہ شروع ہو گیا۔ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ ان کا پھینکا ہوا بم بھی وہاں تک نہ پہنچ سکتا تھا۔۔۔ اس لیے معاملہ صرف فائرنگ تک ہی محدود تھا۔

”میں بیک میں جاتا ہوں آپ یہیں ٹھہریں۔“۔۔۔ بلیک زریہ نے کہا۔ اور پھر وہ ان سے الگ ہو کر تیزی سے سائیڈ میں ریٹگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جولیا اور اس کے ساتھی رک رک کر فائرنگ کر رہے تھے۔ کیونکہ

ان کے پاس اسلحہ محدود تھا۔ جب کہ نیچے فوجی بے تحاشا فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ بلیک زریہ کو کافی فاصلہ دے کر پتھروں کی اوٹ لے کر نیچے اترتا گیا اور پھر جب اس نے محسوس کیا کہ اب اس کا پھینکا ہوا بم صحیح نشانے پر پہنچ جائے گا تو اس نے بم کی پن نکال کر پوری قوت سے بم اس چوکی پر پھینکا دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔۔۔ اور فوجی چوکی کے کمرے کا ملبہ فضا میں بکھر گیا۔ اس کے ساتھ ہی کئی فوجیوں کی چیخیں سنائی دیں۔ کئی فوجی اٹھ کر دوڑے اور انہیں جولیا اور اس کے ساتھیوں کی گولیاں چاٹ گئیں۔۔۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے فائرنگ بند ہو گئی۔ اور جولیا اور اس کے ساتھی اٹھ کر تیزی سے نشیب میں دوڑتے ہوئے اس چوکی طرف بڑھنے لگے۔ بلیک زریہ بھی اٹھ کر چوکی کی طرف بھاگا۔۔۔ اور تھوڑی دیر میں وہ سب وہاں پہنچ گئے۔ وہاں لاشوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ کوئی آدمی بھی

زندہ موجود نہ تھا۔ کئی افراد کے جسم تو بوٹیوں کی صورت میں نکھر گئے تھے وہ شاید براہ راست بم کی زد میں آ گئے تھے۔

وہاں پہنچنے کا انہیں ایک نامزدہ ضرور ہوا کہ انہیں چوکی کے ساتھ ایک غار میں موجود اسلحے کا خاما بڑا ذخیرہ ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے شین گنوں کا سگزمین اور خاصی تعداد میں بم وہاں سے اٹھالیے۔ جیپ بھی تباہ ہو چکی تھی۔

”اب آگے بڑھو۔۔۔“ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

اسی لمحے انہیں اپنے سروں پر تیلی کا پٹر کی گڑ گڑاہٹ سنائی دی اور وہ سب تیزی سے دبک گئے۔ تیلی کا پٹر ان کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر کافی دور گن کر یک کی طرف جا کر میچے اتر گیا۔

تیلی کا پٹر کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ سب آگے بڑھنے لگے

اب وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر چڑھ رہے تھے۔ آگے آگے صدر اور بلیک زیرو تھا جب کہ اس کے پیچھے جولیا اور آخر میں نعمانی تھا۔

چوٹی پر پہنچ کر وہ چٹانوں کی آڑ میں رکے ہی تھے کہ انہیں تین اطراف سے ددڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور انہوں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے کہ اپنا ٹک ان پر جیسے گولیوں کی بارش سی ہو گئی۔ وہ واقعی تین اطراف سے گھیرے میں آ چکے تھے۔ انہوں نے بھی جوابی فائر کھول دیا۔

انہوں نے اشموری طور پر سمتیں بانٹ لی تھیں۔۔۔ لیکن انہیں احساس تھا کہ وہ انتہائی خطرناک پوزیشن میں پھنس چکے تھے۔ اسی لمحے نعمانی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کسی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ گولی اس کے پہلو میں گھس گئی تھی۔ لیکن پوزیشن ایسی تھی کہ کوئی اس

کی مدد نہ کر سکتا تھا۔

دی۔

”خبردار تھیار پچینک دو۔ ورنہ سب کو بھون ڈالیں گے۔“

اور ان سب نے تیزی سے مڑ کر دیکھا۔

اور دوسرے لمحے ان کے ہاتھ خود بخود فضا میں اٹھتے گئے۔

مسلح سپاہی بالکل ان کے عقب میں کچھ فاصلے پر موجود تھے۔ اور ان کے لیے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔۔۔ انہیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس طرف سے بھی یہ لوگ آ سکتے ہیں۔

”کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

جولیا۔ صفدر اور بلیک زیر دقتیوں اٹھ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے

ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ اور دوسرے لمحے دس مسلح افراد تیزی سے آ

کر ان کے گرد پھیل گئے۔۔۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں ان کے ہاتھ

ان کی پشت پر بندھ چکے تھے۔

”ہم فائر کرو۔“ بلیک زیر دقتی نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی

انہوں نے فائرنگ روک کر بم پھینکنے شروع کر دیئے۔ اور پھر ہر طرف

چیخیں ہی چیخیں پھیل گئیں۔

صفدر نے جلدی سے نعمانی کو سنبھالا۔ لیکن نعمانی بے ہوش ہو چکا

تھا۔ اس کے پیلو سے خون بہہ رہا تھا۔ صفدر نے جلدی سے قمیض کا

دامن پھاڑا اور اس کا گواہا بنا کر اس کے زخم پر رکھا اور دوسری پھٹی

پھاڑ کر اس نے اس پر باندھ دی۔۔۔ اس طرح کم از کم خون کی مزید

روانی رک گئی تھی۔

جولیا۔ صفدر اور بلیک زیر دقتی مسلسل بم پھینک رہے تھے۔ اور پھر

دوسری طرف سے فائرنگ ختم ہو گئی۔ اور وہ تینوں مڑ کر نعمانی کی طرف

متوجہ ہوئے ہی تھے کہ اچانک پھٹلی ساریا سے چیختی ہوئی آواز سنائی

”ہمارا ساتھی زخمی ہے۔ اسے ساتھ لے جانا ہے۔۔۔“ مصفر نے ان کے انچارج سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

”پڑا رہے ہیں۔ ہمارے بھی بے شمار ساتھی تم لوگوں نے مار ڈالے ہیں۔ تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔۔۔“ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

”سنو۔ اگر تم ہمارے زخمی ساتھی کو ساتھ لے چو اور اس کی جان بچاؤ تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ سب کچھ بتا دوں گی۔ اور تم ایک بہت بڑے خطرے سے بچ جاؤ گے۔۔۔“ جولیا نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

انچارج چند لمحوں تو غور سے جولیا کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے۔ کہ تم وعدہ پورے کرنے

والی عورت ہو۔۔۔“ انچارج نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو نعمانی کے اٹھانے کا اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش نعمانی کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔

”چلو ادھر بائیں طرف جلدی چلو۔۔۔“ انچارج نے کہا۔ اور وہ اس کے کہنے کے مطابق بائیں طرف چلنے لگے۔

”تم نے ہم پر فائز کیوں نہیں کیا۔ جب کہ تم آسانی سے ہمیں ہٹا کر سکتے تھے۔۔۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”باس کا حکم تھا کہ تمہیں زندہ گرفتار کیا جائے۔ اس لیے ورنہ اب تک تمہاری روحیں بھی آسمان تک پہنچ چکی ہوتیں۔۔۔“ انچارج نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ کچھ فاصلے طے کرنے کے بعد دس بارہ

اور سپاہی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ اور پھر وہ کافی فاصلہ طے کر کے ایک اور بڑی چوکی میں پہنچ گئے۔۔۔ یہاں پچاس کے قریب افراد

موجود تھے۔ انہیں لے جا کر ایک کمرے میں بٹھا دیا گیا۔ انچارج کے کہنے پر ایک فوجی نے نعمانی کو چیک کیا اور پھر اس نے بیگ منگوا کر نعمانی کا باقاعدہ آپریشن کر کے گولی نکال لی اور بیڈ تاج کر دی وہ شاید پیشہ ور ڈاکٹر تھا۔۔۔ بولیا اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا اطمینان اس قدر عارضی ثابت ہوگا۔

کرنل سنڈاری دفتر سے باہر نکل کر سیدھا چھاؤنی کے ایک ہیلی پیڈ پر پہنچا تا کہ وہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر وہ بکرمائیں کیپٹن شرما کے پاس جائے۔۔۔ لیکن وہاں فوری طور پر ہیلی کاپٹر میسر نہ آ سکا۔ البتہ ایک دوسری چھاؤنی سے ہیلی کاپٹر منگوا لیا گیا۔ کرنل سنڈاری اس ہیلی کاپٹر کے انتظار میں ہیلی پیڈ کے دفتر میں ہی بے چینی سے ٹہلنے لگا کہ اس نے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور انچارج ٹیلی فون سنتے ہی بوکھلا گیا۔

”لیس سر لیس سر۔۔۔ وہ موجود ہیں سر۔۔۔ انچارج نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور کرنل سنڈاری اس کی اس بوکھلاہٹ پر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

”سر۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے آپ کے لیے سر۔“ انچارج نے ماتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کرنل سنڈاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اچھا۔۔۔“ کرنل سنڈاری نے آگے بڑھ کر ریسپور انچارج کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ اب اسے سمجھ آگئی تھی کہ انچارج کس لیے اتنا بوکھلا گیا تھا۔

”لیس سر۔۔۔ کرنل سنڈاری سپیکنگ۔۔۔“ کرنل سنڈاری نے منکودبانہ لہجے میں کہا۔

”سر۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

اور کرنل سنڈاری منہ بنا کر انچارج کی طرف دیکھنے لگا جو پی۔ اے نو پرائم منسٹر کی کال پر اس قدر بوکھلا گیا تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ شاید پرائم منسٹر نے اس سے براہ راست بات کی ہے۔

”ہیلو۔۔۔ پرائم منسٹر سپیکنگ۔۔۔“ چند لمحوں بعد پرائم منسٹر کی بھاری اور گھمبیر آواز سنائی دی۔

”لیس سر۔۔۔ میں کرنل سنڈاری بول رہا ہوں سر۔“ کرنل سنڈاری نے منکودبانہ لہجے میں کہا۔

”کرنل سنڈاری۔۔۔ یہ کیا گڑبڑ ہوئی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سیشل سیکرٹری ٹھا کر اور بے شمار فوجی مارے گئے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے۔ جب کہ دوسرا بحرم لے اڑے تھے۔ جسے آپ کے

کہنے پر ایئر فورس نے درہ بکر مار پرفضا میں ہی ہٹ کر دیا ہے۔۔۔ ادھر سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی شکایت آئی ہے کہ آپ نے اس سے تو جین آمیز سلوک کیا ہے اور آپ مجرموں کی گرفتاری میں اسے کام نہیں کرنے دے رہے۔ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ کرنل سنڈاری مجھے چونکہ آپ پر اور آپ کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔۔۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے تفصیل معلوم کرنے کے بعد اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ یہ مجرم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔“

پرائم منسٹر نے کہا۔

اور جواب میں کرنل سنڈاری نے شروع سے لے کر آخر تک تمام واقعات مختصر طور پر سنا دیے۔

”اوہ۔۔۔ یہ تو گن کریک کی جاہی کا سلسلہ ہے۔ لیکن پاكيشيا

سیکرٹ سروس کے مقابل میں تو شاگل صاحب زیادہ کامیاب رہ سکتے ہیں۔“۔۔۔ پرائم منسٹر نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

”جناب۔ درہ بکر میں ملٹری انٹیلی جنس کی کافی نفری کام کر رہی ہے۔ وہ پہلے سے چوکنہ ہیں۔ مجرم کسی صورت ان سے بچ کر نہیں نکل سکتے۔۔۔ اب اگر شاگل صاحب یا ان کے آدمی وہاں پہنچے تو ہمارے لیے یہ مشکل ہو جائے گا کہ ہم انہیں اور مجرموں کے درمیان کیسے تفریق کریں اس طرح مجرم اپنا کام دکھا سکتے ہیں۔ اس لیے سر میں نے شاگل صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم موثر طور پر مجرموں سے نمٹ لیں گے۔“۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ کا خیال درست ہے۔ دو مختلف پارٹیوں کی موجودگی سے واقعی مجرم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اوکے۔ میں شاگل صاحب کو مطمئن کر دوں گا۔۔۔ آپ اکیلے کام کریں اور مجھے

جلد از جلد کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہیے۔ اور ہاں۔ ایک بات اور چیف شاگل نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ مجرم انتہائی عیار اور چالاک لوگ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے طور پر انہیں ختم سمجھیں۔۔۔ اور وہ اصل آدمی نہ ہوں۔ اور بعد میں اصل آدمی اپنا کام کر گزریں۔ اس لیے آپ حتی الوسع یہ کوشش کریں گے کہ مجرموں کو زندہ گرفتار کیا جائے تاکہ مکمل طور پر مطمئن ہونے کے بعد پھر انہیں سزا دی جاسکے۔۔۔ پرائم منسٹر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر۔۔۔ کرل سنڈاری نے جواب دیا۔

اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کی ادائیگی کے بعد رابطہ ختم ہو گیا۔ کرل سنڈاری نے ریسور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ زندہ رکھنے والی شرارت شاگل کی ہے۔۔۔ تاکہ بعد میں گرفتار شدگان کو قتل

جاہت کیا جاسکے۔ لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اصلی ہیں۔ اس لیے اسے زیادہ پرواہ نہ تھی اور پھر اب پرائم منسٹر کی ہدایات کا بھی خیال رکھنا تھا۔۔۔ اس لیے اس نے ریسور رکھتے ہی جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور کیپٹن شرما سے رابطہ قائم کیا۔

”ہیس۔۔۔ کیپٹن شرما فرام دس اینڈ اوور۔۔۔ جواب میں کیپٹن شرما کی آواز سنائی دی۔

”کیارپورٹ ہے کیپٹن اوور۔۔۔ کرل سنڈاری نے سخت لہجے میں کہا۔

”ابھی تو خاموشی ہے سر۔ ہمارے آدمی مجرموں کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے گمن کریک کی حفاظت کے خصوصی انتظامات کر دیے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجرم اب کسی صورت بچ کر نہ جاسکیں گے۔“

دوسری طرف سے کیٹن شرمائے کہا۔

ہوں اور۔۔۔ کیٹن شرمائے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو پرائم منسٹر نے ابھی سختی سے ہدایات دی ہیں کہ مجرموں کو زندہ گرفتار کیا جائے۔ اس لیے تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے اور۔۔۔ کرل سنڈاری نے کہا۔

”لیکن باس۔ انہیں زندہ گرفتار کرنے میں تو ہو سکتا ہے۔ ہمیں زیادہ ہائی اور مالی نقصان اٹھانا پڑے اور۔۔۔ کیٹن شرمائے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نقصان اپنی جگہ اور پرائم منسٹر کی ہدایات اپنی جگہ۔ اور دوسری بات یہ کہ چیف آف سیکرٹ سروس نے ہمارے خلاف پرائم منسٹر کے کان بھرے ہیں۔۔۔ اس لیے اب ان کا زندہ گرفتار ہونا ملٹری انٹیلی جنس کی بھی عزت کا سوال ہے اور۔۔۔ کرل سنڈاری نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی ٹرانسمیٹر پر سب کو یہ حکم دے دیتا

”میں خود بھی ہیلی کاپٹر پر آ رہا ہوں۔ تم کہاں موجود ہو گے اور۔۔۔ کرل سنڈاری نے کہا۔

”میں سر۔ گرن کریک کے سامنے موجود ہوں بلیک سپاٹ پر اور۔۔۔ کیٹن شرمائے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں اور اینڈ آل۔۔۔ کرل سنڈاری نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ ہیلی کاپٹر آ گیا ہے سر۔۔۔ اسپاراج نے کال ختم ہوتے ہی منود بانہ لہجے میں کہا۔

اور کرل سنڈاری سر ہلاتا ہوا عمارت سے باہر نکل کر ہیلی پیڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

”میں خود اسے پائمنٹ کر کے لے جاؤں گا۔ وہاں ایمر جنسی

پوزیشن ہے۔ غیر متعلقہ آدمی کا جانا مناسب نہیں۔۔۔ کرشن
سنڈاری نے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور انچارج نے پاکٹ کو باہر بلا لیا۔ کرنل سنڈاری نے پاکٹ
سیٹ سنبھال لی اور چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا درہ بکر ماکی
طرف بڑھتا گیا۔۔۔ اور پھر درہ بکر ماپر پہنچ کر جیسے ہی وہ گن کریک
کے قریب پہنچا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو گن کریک کے سامنے ایک کھلی
چٹان پر اتارا اور باہر آ گیا۔ اسی لمحے کیپٹن شرما ایک آڑ سے نکل کر
اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسے خوش آمدید کہہ کر ذرا ہٹ کر بنی
ہوئی حفاظتی چوکی کی غمراہت کی طرف لے گیا۔ پہاڑیوں میں دور
فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

”یہ تو پوری فوج آ رہی ہے۔۔۔“ کرنل سنڈاری نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

”ہمارے آدمی مجرموں کو گھیر رہے ہیں جناب۔ ویسے مجرم
انہٹائی ہوشیاری سے کمانڈو ایکشن میں مصروف ہیں۔ ہماری ایک
چوکی انہوں نے تباہ کر دی ہے اور پندرہ افراد ہلاک کر دیئے ہیں
۔۔۔ لیکن میں نے اپنے آدمیوں کو سختی سے حکم دے دیا ہے کہ انہیں
زندہ گرفتار کیا جائے۔“ کیپٹن شرما نے چوکی میں پہنچ کر کہا۔

”انہیں یہاں قریب نہ اکٹھا کرنا بلکہ دور رکھنا۔۔۔“ کرنل
سنڈاری نے کرسی پر بے چینی کے سے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
”مجھے معلوم ہے سر۔ میں نے پہلے ہی انہیں گرفتار کر کے چوکی
بائیں میں رکھنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔۔۔“ کیپٹن شرما نے
جواب دیا۔ اور اسی لمحے گن کریک کی طرف سے فائرنگ اور چیخوں
کی آوازیں سنائی دیں تو کرنل سنڈاری اور کیپٹن شرما دونوں اچھل
پڑے۔ فائرنگ تیز ہو گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی پارٹی نے گن

کر یک پر حملہ کر دیا ہو۔

”یہ تو نزدیک فائرنگ ہو رہی ہے۔“۔۔ کرنل سنڈاری نے بے چینی اور حیرت سے کہا۔

اسی لمحے ایک فوجی بھاگتا ہوا آیا۔

”سر۔ مجرموں کی ایک ٹولی یہاں قریب موجود ہے۔ ان میں سے ایک پتلی نگر اس کر رہا تھا کہ اسے گن کر یک کے اوپر کھڑے ایک سپاہی نے ہٹ کر دیا ہے۔ وہ تو ہزاروں فٹ نیچے نشیب میں جا گرا ہے۔ وہاں سے اس کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔ باقی افراد کو گھیرا جا رہا ہے۔ ویسے گن کر یک پر کھڑے تینوں فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجرموں نے اچانک ان پر سین گنوں سے فائرنگ کر دی تھی۔۔۔ فوجی نے سیلوٹ مار کر تیز تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے باقی مجرموں کو زندہ گرفتار کیا جائے۔ اب نیچے

گرنے والے کی تو لاش بھی نہیں مل سکتی ہے وہ تو مجبوری ہے۔“۔۔ کیپٹن شرمانے کہا۔ اور سپاہی سیلوٹ مار کرواپس مڑ گیا۔

”یہ کہیں گن کر یک کے اوپر نہ پہنچ جائیں۔“۔۔ کرنل سنڈاری نے متوحش لہجے میں کہا۔

”نوسر۔۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے خصوصی سیڑھی استعمال کی جاتی ہے۔ جسے میں نے پہلے بیک کر دیا ہے۔ اب کوئی آدمی نیچے سے اوپر تک نہیں جا سکتا اور نہ ہی اوپر سے نیچے آ سکتا ہے۔ اس لیے مجرم چاہے کچھ بھی کر لیں گن کر یک تک تو کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے۔“ کیپٹن شرمانے جواب دیا۔

اور کرنل سنڈاری نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ کم از کم اتنا اطمینان ہو گیا تھا کہ گن کر یک تو بہر حال محفوظ ہے۔ آدمیوں کا کیا ہے کتنے آدمی مجرم مار لیں گے آخر پکڑے جائیں گے۔۔۔ اب رہ

”یس کیپٹن شرما انڈنگ اوور۔۔۔ کیپٹن شرمانے کہا۔

”نمبر سکسٹی ون سر۔ مجرم گرفتار کر لیے گئے ہیں سر۔ وہ تعداد میں چار تھے ان میں ایک عورت بھی ہے۔ ایک شدید زخمی تھا اس کی چدکی میں بینڈیج کر دی گئی ہے۔۔۔ اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”صرف چار۔۔۔ باقی ہیں اور۔۔۔ کیپٹن شرمانے تیز لہجے میں کہا۔

”باقی پارٹیز ورک کر رہی ہیں سر۔ وہ انہیں ڈھونڈ نکالیں گے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے جیسے ہی باقی افراد کے متعلق اطلاع ملے مجھے کال کر دینا اور اینڈ آف۔۔۔ کیپٹن شرمانے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن آف ہوتے ہیں ٹرانسمیٹر سے دوبارہ نوں نوں کی آواز سنائی

گیا نیچے گرنے والا تو ظاہر ہے اول تو اس کے زندہ بچ جانے کی ایک فی صد بھی امید نہ تھی۔ اور اگر شاگل کہے گا تو بعد میں خصوصی انتظامات کے ذریعے اس کی لاش نکال کر شاگل کے سامنے رکھ دی جائے گی۔ اب اتنے بڑے آپریشن میں تمام مجرم تو زندہ نہ پکڑے جا سکتے تھے۔ چنانچہ کرنل سنڈاری مطمئن ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ نازنگ ابھی تک ہو رہی تھی۔ لیکن اب گن کر یک کی طرف سے اکا دکا جواب دیا جا رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی ختم ہو گئی۔ اور ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔

کیپٹن شرما خاموش بیٹھا ہونٹ چبار ہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دیں۔ اور کیپٹن شرمانے چونک کر اس کا مٹن دبا دیا۔ کرنل سنڈاری بھی چوکنا ہو گیا۔

مسکراتے ہوئے کہا۔

دیں اور کیپٹن شرمانے چونک کر دوبارہ اسے آن کر دیا۔

”ویل ڈن شرما ویل ڈن۔ تم نے میرا سر بلند کر دیا ہے۔ باقی تین بھی مل جائیں گے تو میں شاگل کو یہیں بلا کر اسے دکھاؤں گا کہ دیکھو اس کو کہتے ہیں کار کردگی۔“۔۔۔ کرنل سنڈاری نے سسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگیں اور کیپٹن شرمانے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”یس۔۔۔ کیپٹن شرما سپیکنگ اوور۔“۔۔۔ کیپٹن شرمانے ٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

”ایوون سپیکنگ سر۔ ہماری پارٹی نے ایک پہاڑی غار میں موجود تین مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان میں سے دو زخمی ہیں سر۔ جب کہ تیسرے کو بے ہوش کر کے گرفتار کرنا پڑا ہے

”ہیلو نمبر تھرٹی ون سر فرام دی سپاٹ سر۔ گن کریک پر فائرنگ کرنے والے افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان میں سے دو شدید زخمی ہیں۔۔۔ جبکہ ایک معمولی زخمی ہے۔ ہم انہیں چوکی ہائیکس میں لے جا رہے ہیں۔ اور سر ایک آدمی پتلی لگر سے نیچے گر کر ہلک ہو چکا ہے وہ گولی کھا کر ہزاروں فٹ گہرائی میں جا گرا ہے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نیچے گرنے والے کو چھوڑو۔ ان چاروں کو لے جاؤ اور ان کی بینڈیج کرو۔ ہم نے انہیں زندہ رکھنا ہے اور ایجنڈ آل۔“۔۔۔ شرما نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آٹھ افراد تو گرفتار ہو گئے سر۔ ایک مر گیا باقی تین رہ گئے سر۔ وہ بھی جلدی گرفتار ہو جائیں گے۔“۔۔۔ کیپٹن شرمانے پہلی بار

اوور۔۔۔ دوسری طرف سے کہہ گیا۔

”زندہ ہیں تینوں اوور۔۔۔ کیپٹن شرمانے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ایس سر۔ زمرہ ہیں سر اوور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ انہیں چوکی بائیس لے چلو۔ باقی مجرم بھی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ میں اور چیف کرنل سنڈاری صاحب خود وہاں پہنچ رہے

ہیں۔ اور اینڈ آل۔۔۔ کیپٹن شرمانے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”سبارک باد جناب۔ سارے مجرم گرفتار ہو گئے۔ ایک مر گیا۔ ہمارا آپریشن مکمل ہو گیا۔۔۔ کیپٹن شرمانے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

”گڈ۔۔۔ گڈ۔۔۔ کیپٹن شرما۔۔۔ تمہاری کارکردگی واقعی بہترین ہے۔ میں تمہاری ترقی کے لیے ضرور سفارش کروں

کہا۔

”گا۔۔۔ کرنل سنڈاری نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو سر۔۔۔ آپ چیف آف سیکرٹ سروس کو بلانے کا کہہ رہے تھے۔۔۔ کیپٹن شرمانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ ضرور بلاؤں گا۔ لیکن پہلے میں خود ان مجرموں سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر اس سر رابرٹ سے اگر وہ زندہ ہے۔ اس نے مجھے زندگی میں سب سے بڑا دھوکہ دیا ہے۔۔۔ میں اسے اس دھوکے کی عبرت ناک سزا دوں گا۔۔۔ کرنل سنڈاری نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن شرمانے سر ہلا دیا۔ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”چوکی بائیس یہاں سے کتنی دور ہے۔۔۔ کرنل سنڈاری نے

”دور تو ہے سر۔ لیکن وہاں ہیلی کا پٹر لینڈ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پیدل جانا ہوگا۔ میں نے اسے اس لیے منتخب کیا تھا کہ یہ گن کر یک سے کافی دور ہے۔۔۔ کیپٹن شرمائے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے پیدل چلتے ہیں۔ چلو۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا اور کیپٹن شرمائے سر ہلا دیا۔

گولی بازو میں کھاتے ہی عمران کا توازن یک لخت ختم ہوا اور اس کا جسم اچھل کر اس پتلی ٹکڑے سے نیچے ہزاروں فٹ گہرائی میں گرنا گیا ایک لمحے کے لیے اسے محسوس ہوا جیسے اس کی جان طلق میں اٹک گئی ہو اور دوسرے لمحے اس کا ذہن ماؤف ہوئے لگا۔۔۔ ماؤف ہوتے ہی ذہن سے اس نے اپنے پیچھے چیخوں اور گولیوں کی آوازیں سنیں۔ لیکن یہ آوازیں جلد ہی خاموشی میں ڈوب گئیں۔ عمران کا جسم انتہائی تیز رفتاری سے نشیب میں گر رہا تھا۔۔۔ عمران نے اپنے آپ

کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک فلیش ما ہوا کہ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ٹائم راکٹ موجود ہے۔ اگر یہ چٹان سے ٹکرا گیا تو شاید یہ پہاڑیاں ہی اڑ جائیں۔۔۔ عمران کے جسم کی تو کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ اور اسی خیال نے عمران کے ذہن کو بیدار کرنے میں زیادہ فعال کردار ادا کیا۔ اور عمران کا ماؤف ہوتا ہوا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ وہ چونکہ درمیان سے گرا تھا۔ اس لیے وہ دونوں پہاڑیوں میں سے کسی سے ٹکرائے بغیر سیدھا نیچے گرتا جا رہا تھا۔۔۔ لیکن ذہن کے پوری طرح بیدار ہوتے ہی اس نے اپنے آپ کو بچانے کی ترکیب سوچنی شروع کر دی۔ نشیب میں اندھیرا تھا۔ اور ظاہر ہے اندھیرے میں اندھا داؤ استعمال کرنا پڑتا۔ اور ٹائم راکٹ کی وجہ سے وہ اندھے اقدام سے ہر صورت میں بچنا چاہتا تھا۔۔۔ اور پھر شاید قدرت کو اس پر رحم آ گیا کہ اسی لمحے اس کی

فطریں نیچے دائیں طرف ایک بڑھی ہوئی چٹان پر پڑ گئیں۔ یہ چٹان کا حصہ خاصا باہر کو تھا۔ عمران نے ایک لخت اپنے جسم کو جھکولا دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے سینے پر رکھے ہوئے ہاتھ کو مضبوطی سے دبا دیا۔۔۔ یہ ہاتھ لاشعوری طور پر گرتے ہوئے اس جگہ پر جم گیا تھا جہاں کوٹ کی اندرونی جیب میں ٹائم راکٹ موجود تھا۔ جھکولا کھاتے ہی اس کا جسم تیر کی طرح اس چٹان کی طرف بڑھا۔ اور اسی لمحے عمران نے قلابازی کھائی۔۔۔ اور اس کے پیر جیسے ہی چٹان سے ٹکرائے اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اچھال دیا۔ اس کے جسم کو زوردار جھکا لگا تھا۔ اور اس جھکے کی وجہ سے وہ اچھل کر خاصی بلندی تک پہنچ کر پھر نیچے گرنے لگا۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر قلابازی کھائی اور دونوں پیروں کو چٹان سے ٹکراتے ہی دوبارہ اوپر کو اچھالا اس بار اس کے جسم کو پہلے کی نسبت کم جھکا لگا۔ اور وہ اوپر کم بلندی پر

گیا۔ تیسرا بار کرتے وقت اس نے قنابازی نہ کھائی۔۔۔ اور صرف پیر چٹان سے ٹکراتے ہی اچھلا۔ اور پھر چٹان سے پیر لگتے ہی دوبارہ اچھلا۔ ہر بار جھٹکا بھی کم لگ رہا تھا اور بلندی بھی کم ہو رہی تھی۔ تیسری بار اس کے پیر چٹان پر جم گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو پہاڑی کے ساتھ جما دیا۔ اور آہستہ سے کھسک کر خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح نیچے ہوتا ہوتا چٹان پر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ خوف ناک اور یقینی موت سے بچ نکلا تھا۔ اس سانس انتہائی تیز تیز چل رہا تھا۔ اور ذہن میں خوف ناک انداز کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ چٹان کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کا سانس بھی معمول پر آتا گیا۔۔۔ اور ساتھ ہی دماغی حالت بھی درست ہوتی گئی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آگ کے سمندر کو تیر کر پار کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہو۔ کچھ دیر بعد جب اس کی

جسمانی اور ذہنی حالت نارمل ہوئی تو سب سے پہلے اسے اپنے بازو میں ہونے والے درد کا احساس ہوا۔ اور اس درد کے احساس نے اسے بتا دیا کہ اب وہ نارمل ہے۔ اس نے جلدی سے دوسرے ہاتھ سے اپنے بازو کو ٹٹویا۔۔۔ اور اسے ہاتھ پر چھبہاٹ سی محسوس ہوئی۔ خون نکل رہا تھا۔ لیکن ہڈی محفوظ تھی گولی گوشت کو پھاڑ کر دوسری طرف نکل گئی تھی۔ عمران نے سب سے پہلے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹائم راکٹ کو سنبھالا۔۔۔ اور اسے یقینی طور پر صحیح ایڈجسٹ کر کے اس نے اپنی قمیض کھینچ کر اس کے دامن سے پٹی پھاڑی اور اسے اپنے بازو پر مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔ اور تقریباً ساٹھ فٹ کی بلندی پر روشنی موجود تھی۔ اور اسے احساس تھا کہ اس قدر فاصلہ طے کرنے کے بعد ہی وہ اوپر پہنچ سکے گا۔ اس نے اوپر جانے کے لیے پہاڑی چٹانوں کا جائزہ

لینا شروع کر دیا۔۔۔ پہاڑی سپاٹ ہونے کی بجائے کٹی پھٹی ہی تھی۔

اس لیے اوپر چڑھنے کے لیے کوشش کی جاسکتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہاں سڑکیاں تو نہ بنی ہوئی تھیں کہ وہ بغیر کسی رسک کے اوپر پہنچ جاتا۔ لیکن عمران جیسے آدمی کی زندگی کا ہر لمحہ رسک میں شامل تھا۔۔۔ اس لیے اس نے زیادہ پرواہ نہ کی اور آہستہ سے اپنے جسم کو سمیٹ کر چٹان پر کھڑا ہو گیا۔ زخمی بازو میں اب انکڑن سی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ جب بازو مسلسل حرکت میں آئے گا تو گرم ہو جائے گا۔ تکلیف تو بہر حال ہونی تھی۔۔۔ لیکن جان اور مشن کے مقابلے میں اس تکلیف کی اس کی نظر میں کیا اہمیت ہو سکتی تھی۔ البتہ اب اسے ان چیخوں کا خیال آ رہا تھا جو اس نے نیچے گرتے وقت اپنے پیچھے سنی تھیں۔۔۔ ان چیخوں سے یہی مطلب لیا جاسکتا تھا کہ اس کے ساتھی ہٹ ہو چکے ہیں۔ ادھر جولیا اور اس کے

گروپ کا بھی کوئی پتہ نہ تھا۔ البتہ اسے یہ فکر تھی کہ اگر جلد از جلد مشن مکمل نہ ہوا تو پھر اس کے ساتھیوں میں کسی ایک کا بھی زندہ بچ نکلنا محال تھا۔۔۔ اور شاید یہ پہلا مشن تھا جس میں پوری سیکرٹ سروس سوائے تنویر کے مع ایکسٹو شدید ترین بلکہ یقینی خاتمے کے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ اس خیال نے اس کے جسم میں زیادہ حرکت پیدا کر دی اور پھر وہ چٹانوں کو پکڑ پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا۔۔۔ لیکن بازو کی کوشش کے اس کی رفتار اس کی مرضی کے مطابق تیز نہ ہو سکی۔ کیونکہ پیر جمانے اور اوپر مناسب پکڑ کے لیے اسے بے حد محتاط رہنا پڑتا تھا۔ لیکن بہر حال وہ لمحہ بہ لمحہ اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ ایک دو بار اس کا پیر پھسلا۔۔۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ چونکہ جس طرف سے وہ چڑھ رہا تھا یہ وہی پہاڑی تھی جس پر وہ لگ کر کوکراس کر کے جانا چاہتا تھا اس لیے اسے اطمینان تھا کہ اب اس پل صراط نما پتلی سی لگ کر کو

دوبارہ کر اس نہ کرنا پڑے گا۔

اور پھر آہستہ آہستہ وہ بلند ہوتا ہوتا آخر کار وہ اس کی نگر کی بلندی تک پہنچ گیا۔ لیکن یہاں سے اسے گن کر یک نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ پہاڑی اس کے اور گن کر یک کے درمیان حائل تھی۔۔۔ البتہ اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں والی جگہ کو دیکھا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے خون کے دھبوں کو چیک کر لیا۔ البتہ کوئی لاش اسے وہاں نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس نے یہی اندازہ لگایا کہ یا تو اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو وہاں سے اٹھالیا گیا ہے۔۔۔ یا پھر وہ انہیں زخمی حالت میں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ بہر حال اس وقت اس کے سامنے مشن کا مسئلہ تھا۔ اس لیے وہاں کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ فائرنگ کی آواز بھی کہیں سے سنائی نہ دے رہی تھی۔۔۔ اس لیے عمران نے ہونٹ بھیجنے لیے۔ اس خاموشی کا مطلب وہ اچھی

طرح سمجھتا تھا۔ اور پھر اس نے سر جھٹک کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن اب مشن مکمل کرنے کا جذبہ کچھ اور مضبوط ہو گیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق اتنی قربانیوں کے بعد بھی اگر مشن مکمل نہ ہوا تو پھر سب قربانیاں رائیگاں ہی چلی جائیں گی۔۔۔ اب یہ تو قدرت ہی جانتی تھی کہ کیا پوری سیکرٹ سروس ختم ہو چکی ہے یا وہ قید میں ہیں۔ چونکہ اب راستہ موجود تھا اس لیے عمران کی رفتار میں بے حد تیزی آ گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے ایک بڑی چٹان کی آڑ لی اور گن کر یک کو دیکھنے لگا۔۔۔ گن کر یک کا اوپر والا حصہ فوجیوں سے خالی تھا۔ جبکہ نیچے پانچ مسلح فوجی بڑے مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ بلی کا پٹر بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔ فوجیوں کے اطمینان کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے عمران کا دل ڈوب گیا۔ ظاہر ہے ان کے اطمینان کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ اس مشن میں پوری سیکرٹ

سروس قربان ہو چکی ہے۔ اور ہر طرف چھائی ہوئی خاموشی بھی یہی کچھ بنا رہی تھی۔۔۔ لیکن ظاہر ہے عمران اب اپنے ساتھیوں کے لیے یہی کچھ کر سکتا تھا کہ مشن مکمل کر کے ان عظیم انسانوں کی روحوں کو سکون پہنچائے جو اپنے ملک کی سماسی پر جان دے کر ہمیشہ کے لیے امر بن چکے تھے۔۔۔ اور شاید وہ خود بھی ان کے ساتھ جا ملے۔ اور ظاہر ہے پیچھے صرف تنویر ہی رہ جائے گا جو خصوصی ہیلی کاپٹر لیے پاکیشیا کی ملحقہ سرحد پر ان عمران کی طرف سے کاشن کا انتظار کرتا رہ جائے گا۔۔۔ عمران یہی سوچتا ہوا صورت حال کو فور سے دیکھتا رہا۔ اصل مسئلہ اوپر گن کر یک میں پہنچنا تھا جو دو سو فٹ یا اس سے بھی زائد بلندی پر تھا اور جہاں تک پہنچنا بظاہر ناممکن تھا۔ اور اسی لمحے اس کی نظریں ہیلی کاپٹر پر جم گئیں اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ آسانی سے گن کر یک تک پہنچ سکتا

تھا۔۔۔ وہ تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر انتہائی احتیاط انداز میں دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا۔ فوجی چونکہ اطمینان سے کھڑے آپس میں گپیں ہانک رہے تھے۔۔۔ اور عمران نے خود بھی احتیاط کی تھی کہ وہ اس زاویے سے بڑھے کہ فوجیوں اور اس کے درمیان ہیلی کاپٹر آ جائے اس لیے وہ بغیر کسی کی نظروں سے آئے ہیلی کاپٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔ ہیلی کاپٹر تک پہنچنے کے بعد وہ چند لمحوں کے لیے رکا اور پھر آہستہ سے اوپر چڑھ کر پائلٹ سیٹ پر جھکے جھکے انداز میں بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر چونکہ چٹان کے اوپر تھا جب کہ فوجی کچھ فشیب میں تھے اس لیے اس کے دیکھ لیے جانے کا خطرہ تو نہ تھا لیکن پھر بھی وہ محتاط تھا کہ کہیں کسی اور طرف سے اسے چیک نہ کیا جا سکتا ہو۔ ہیلی کاپٹر خاصا جدید ساخت کا تھا۔۔۔ عمران نے بڑی تیزی سے اس کا کنٹرول چیک کیا اور پھر اس کا انجن آن کر دیا۔ گڑ

گڑا ہٹ کی آواز سے اس کے سچکے حرکت میں آئے تو اسے نیچے سے فوجیوں کے حیرت سے چیخنے کی آوازوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔۔۔ اور جس لمحے اسے ایک فوجی کا چہرہ نظر آیا عمران نے ایک بھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا دیا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھنا چلا گیا۔ وہ اسے انتہائی تیز رفتاری سے اوپر لینا گیا تاکہ نیچے سے ہونے والی فائرنگ سے ہیلی کاپٹر ہٹ نہ ہو جائے۔۔۔ لیکن نیچے سے اس پر گولیاں نہ چلائی گئیں تو عمران سمجھ گیا کہ عام فوجیوں نے اپنے ہی ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کی جرات نہیں کی۔ وہ شاید اپنے باس کو اطاع دینے دوڑے ہوں گے۔

ہیلی کاپٹر چند ہی لمحوں میں گن کر یک کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو گن کر یک کے بالکل ساتھ کر کے نہ صرف اسے فضا میں معلق کر دیا بلکہ اس کا آٹو پیٹک کنٹرول چالو کر کے اسے وہیں فکس

کر دیا۔ اب ہیلی کاپٹر درے کے ساتھ فضا میں معلق کھڑا تھا۔۔۔ اور عمران نے نیچے جھانکا تو اس نے فوجیوں کو شین گنوں سمیت اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ اور کئی فوجی ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے بڑے پروں کی وجہ سے درے اور ہیلی کاپٹر کے درمیان بہر حال کچھ نہ کچھ فاصلہ موجود تھا۔۔۔ درے کے اندر تین فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا اور وہ خصوصی گن نصب تھی۔ عمران نیچے موجود افراد کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے اپنی بھیدوں کو نو لٹا شروع کر دیا۔ شین گن وغیرہ تو پہلے ہی نشیب میں گر چکی تھی۔ رہو ابور بھی نہ تھا۔۔۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی بم جیب میں رہ گیا ہو لیکن جیبیں خالی تھیں۔ اسی لمحے عمران کو ایک خیال آیا تو اس نے جلدی سے اپنے ایک بوٹ کے تسمے کھولے اور پھر اسے اتار کر اس نے سائیڈ میں لگی ہوئی ایک پنی کو چنگی سے پکڑ کر کھینچا

تو یہ پٹی بوٹ کے چاروں طرف سے نکلتی گئی۔۔۔ اور اس پٹی کے
 نیلچہ ہوتے ہی بوٹ کا نچلا حصہ نیلچہ ہو گیا۔ اس کے اندر ایک پتلی
 سی چمٹی موجود تھی۔ جس کے کناروں پر سرخ رنگ کے موتی سے
 جڑے ہوئے تھے۔ عمران نے یہ پٹی اتار کر احتیاط سے ایک سائڈ پر
 رکھی۔۔۔ اور پھر بوٹ کو دوبارہ پہن لیا۔ پٹی کو چھپانے کے لیے
 خصوصی تالہ لگایا گیا تھا جسے بوٹ سے علیحدہ ہونے سے روکنے کے
 لیے نظر نہ آنے والی پٹی چاروں طرف چپکائی گئی تھی۔ بوٹ پہن کر
 عمران نے وہ سرخ موتیوں والی پٹی اٹھائی۔۔۔ اور اس کے کناروں
 پر لگے ہوئے سرخ موتیوں کو غلی طرف سے مخصوص انداز میں دبایا تو
 موتی بلب کی طرح جل اٹھے۔ چونکہ بوٹ کے تلے میں موتی غلی
 طرف رکھے گئے تھے۔۔۔ اس لیے کتنا بھی دباؤ ان پر پڑتا وہ کام نہ
 شروع کر سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ نشیب میں گرنے کے بعد گو عمران

پوری طاقت سے چٹان پر کودتا رہا تھا۔ لیکن اس کے بوٹ کے تلے
 میں موجود اس پٹی پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔۔۔ لیکن اب انہیں دوسری
 طرف سے علیحدہ علیحدہ دو تفتے سے دبانے پر چاروں بلب جل اٹھے۔
 اور عمران۔۔۔ چند لمحوں میں ان بلبوں کو دیکھتا رہا۔ پھر یہ چاروں بلب
 یکلاخت تیزی سے جلنے بجھنے لگ گئے۔ اور عمران نے انتہائی پھرتی سے
 یہ پٹی نیچے سپاہیوں کی طرف پھینک دی۔ پٹی کو تقریباً دو سو فٹ گہرائی
 میں جانا تھا۔۔۔ اس لیے اسے وہاں تک پہنچنے میں چند لمحوں لگ
 گئے۔ سپاہی بھی حیرت سے اس پٹی کو دیکھنے لگے۔ عمران نے دیکھا
 کہ وہ ایک بڑی سی مشین کو تھسٹ کر درے والی چٹان کے ساتھ لگا
 رہے تھے۔ اس مشین کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی سیڑھی نظر آ رہی تھی
 جس کا دوسرا مشین کے اندر تھا۔۔۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس مشین
 کے ذریعے سیڑھی ایک لمحے میں بلند ہو کر درے تک پہنچ جائے گی۔

پٹی بھی گرتی ہوئی ٹھیک اس مشین سے جا نکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔۔۔ اس قدر شدید اور ہولناک دھماکہ کہ دو سو فٹ کی بلندی پر موجود ہیلی کاپٹر بھی دھماکے کی لہروں سے ڈول گیا۔ اسی لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور وہ تیر کی طرح اڑتا ہوا درے کے اندر پہنچ گیا۔ چند لمحے تو وہ حیرت سے اس عجیب و غریب اور جدید ترین گن کو دیکھتا رہا۔ واقعی یہ گن انجینئرنگ کا شاہکار تھی۔ لیکن اس کے پاس اسے مزید دیکھنے کا وقت نہ تھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹائم راکٹ نکالا اور اسے ایک مخصوص جگہ پر نصب کر کے اس میں پانچ منٹ کا وقت لگا دیا۔ اس راکٹ کے ٹائم سوئچ میں یہ خصوصی تھی کہ ایک بار وقت سیٹ کرنے کے بعد اسے دوبارہ تبدیل نہ کیا جاسکتا تھا۔ اور عمران کے خیال کے مطابق ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں سے نکلنے کے لیے پانچ منٹ کا وقفہ بہت زیادہ تھا۔

راکٹ سیٹ کرنے کے بعد وہ تیزی سے واپس درے کی طرف گھومنا کہ بھاگ کر دوبارہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جائے۔ لیکن جیسے ہی وہ گھوما اس نے ہیلی کاپٹر کو یکثبات حرکت میں آتے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے خود بخود اڑتا ہوا اور پہاڑیوں کی طرف جانے لگا۔۔۔ عمران اب اکیلا کھڑا حیرت سے بغیر کسی پلانٹ کے ہیلی کاپٹر کو اڑ کر دور ہاتے دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ہونٹ بھیج گئے وہ سمجھ گیا تھا کہ ہیلی کاپٹر انڈر لیس کنٹرول ہے۔ اسے اس کا خیال تک نہ آیا تھا۔۔۔ اب مسئلہ نیچے جانے کا تھا۔ دو سو فٹ کی بلندی سے نیچے کو دنیا ہی موت کو دعوت دینے کے برابر تھا اور پھر نیچے لازماً مسلح فوجی موجود تھے جو اس کے جسم کو فضا میں ہی گولیوں سے ہٹ کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خیال زہریلے سانپ کی طرح اس کے ذہن میں ریگ گیا اور اس کی آنکھیں پھیلنے

یعنی موت کی طرف اپنا چکر پورا کر رہی تھی۔

”لو بھئی عمران۔۔۔ آج بہر حال وہ وقت آ ہی گیا جس وقت سے تم ہر بار بیچ نکلتے تھے۔۔۔“ عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے بڑبڑایا۔ موت کو اس قدر قریب اور یقینی جان لینے کے باوجود اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں نہ ہوئے تھے۔ وہ مطمئن تھا کہ وہ اپنے وطن کی سلامتی کے لیے اپنی جان دے رہا ہے۔۔۔ اب کم از کم وہ اپنے ساتھیوں سے پیچھے نہ رہے گا جو اس کے خیال کے مطابق ہی اپنی جانیں ملک پر قربان کر چکے تھے۔ وقت کو جیسے پر لگ گئے تھے۔ اور ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کچھ کر بھی نہ سکتا تھا۔ اور سیکنڈوں والی سوئی آخری چکر پورا کر رہی تھی۔ صرف چند لمحے باقی رہ گئے تھے۔ صرف چند لمحے اور اس کے بعد۔ اس کے بعد کچھ بھی باقی نہ بچتا تھا۔ نہ گن۔ نہ درہ نہ عمران۔

گلیں۔۔۔ ٹائم راکٹ کا بلاسٹنگ وقت فکس ہو چکا تھا۔ اس نے بہر حال پانچ منٹ کے بعد بلاسٹ ہو جانا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اس کے بلاسٹ ہونے کے بعد گن تو ایک طرف۔ اس پورے درے کے ریزے ہو جانے ہیں۔ ٹائم راکٹ کو اب وہ اس کی جگہ سے اکھاڑ بھی نہ سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ ایک بار اس کا ٹائم سوئچ آن ہونے کے بعد اگر اسے حرکت دی جائے تو پھر ٹائم ایکٹ زبرد ہو جاتا تھا اور راکٹ بلاسٹ ہو جاتا تھا۔ اب عمران کی موت یقینی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ موت کے حصار میں بری طرح پھنس گیا تھا۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اور ہر طرف موجود یقینی موت کا دائرہ تیزی سے تنگ ہوتا جا رہا تھا اور وہ درے کے قریب کھڑا کبھی ٹائم راکٹ کو دیکھتا اور کبھی باہر فضا میں۔ جہاں پہلی کا پٹر کچھ دور پہاڑیوں میں لینڈنگ کر رہا تھا۔ اور پھر اس کی نظریں اپنی کلائی میں موجود گھڑی پر پڑیں۔ جس کی سیکنڈ والی سوئی

صدیقی نے انہیں بتایا تھا کہ عمران پتلی نگر پر سے گزرتے ہوئے گولی لکھا کر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں گرا تھا اور پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا تھا اور عمران کے اس طرح گرنے پر جوش میں آ کر ٹائیگر اور کیپٹن ٹھیل ایک لخت دونوں سرنگ سے باہر نکلے اور فائرنگ کی زد میں آ گئے تھے۔ سر رابرٹ کو یہ نہیں چوکی میں آ کر ہوش آیا تھا۔۔۔ ان کی کہانی بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔ نائران نے ایک غار میں لے جا کر چوہان کا آپریشن کیا اور اس کی گولی منجر کی مدد سے باہر نکال کر اس نے لباس پھاڑ پھاڑ کر پٹیاں بنائیں اور اس کی ہینڈنچ میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ سر رابرٹ صورت حال کا اندازہ کرنے کے لیے غار سے باہر نکلے ہی تھے کہ ان کے سر پر کسی پتھر سے ضرب لگائی گئی۔۔۔ اور ان کے گرتے ہی فوجی حملہ کر کے غار میں گھس آئے اور نائران کو اتنی فرصت ہی نہ دی گئی کہ وہ شین گن کو اٹھا سکتا تھا۔ اس

چوکی کے بڑے ہال نما کمرے میں اس وقت پاکیشیا کی پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ نعمانی کو ہوش آچکا تھا۔ لیکن وہ ابھی بھی اٹھ کر بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔۔۔ چوہان بھی ہوش میں تھا لیکن وہ چل نہ سکتا تھا۔ جب کہ کیپٹن ٹھیل اور ٹائیگر دونوں بے ہوش تھے۔ ان کے جسموں میں کئی جگہ گولیوں کے سوراخ ہو چکے تھے۔ جب کہ خاور نائران کی طرح معمولی زخمی تھا۔۔۔ عمران کا نشیب میں گرنے کے بعد کچھ پتہ نہ تھا۔

طرح وہ سب گرفتار ہو کر یہاں پہنچ گئے۔ نعمانی۔ کیپٹن ثقیل اور ٹائیگر فرسٹ پر پڑے ہوئے تھے۔۔۔ جب کہ جولیا، صفدر، بلیک زیرو، نائران خاور، صدیقی اور سربراہٹ ہال میں موجود بچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ ان کی پشت پر کر کے باندھ دیئے گئے تھے۔ اور ان کی پشت کی طرف بھی مسلح فوجی موجود تھے اور سامنے بھی۔۔۔ ساتھ ہی چوہاں بھی زخمی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔

”کیا ہماری اس حالت کا ہمارے ہاس کو علم نہ ہوگا“۔۔۔ خاور نے آہستہ سے قریب بیٹھی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہونا تو چاہیے۔ لیکن میرے خیال میں اس بار ایسا نہیں ہو رہا۔“ جولیا نے دانت بھینچے ہوئے کہا۔

اور خاور کے ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے بسی سے ہونٹ بھیج کر رہ

گیا۔ اب وہ ان لوگوں کو کیا بتاتا کہ ان کے ہاس کو پوری طرح خبر تو ہے لیکن اس بار وہ خود ان کے ساتھ ہی بے بس ہوا بیٹھا ہے۔۔۔ اور اصل ہاس کی لاش شاید گہرائی میں ٹوٹی پھوٹی حالت میں پڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد کمرے میں موجود فوجی ایک لخت الرٹ ہو گئے۔ اور ان کے اس طرح الرٹ ہونے پر جولیا اور اس کے سارے ساتھی ایک لخت چومک پڑے اسی لمحے درے نما دروازے میں سے دو افراد اندر داخل ہوئے۔ دونوں ہی یونیفارم میں تھے۔ اور ایک تو وہ اچھی طرح پہچانتے تھے۔ وہ کرنل سنڈاری تھا ملٹری انجلی جنس کا چیف۔۔۔ جس کے پیچھے سے وہ فرار ہو کر یہاں تک پہنچے تھے۔ جب کہ دوسرا اس کا کوئی ماتحت ہوگا۔

”گنڈ کیپٹن شرما۔ تمہاری کارگزاری واقعی قابل رشک ہے۔ تم نے بارہ میں سے صرف ایک آدمی کو ختم کر کے باقی گیارہ کو زندہ

گرفتار کر لیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔۔۔ کرنل سنڈاری نے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کی نظریں سرراہٹ پر جم گئیں جو سر بھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہوں۔۔۔ سرراہٹ۔ تم نے مجھے جو دھوکہ دیا ہے اسے میں تمام عمر یاد رکھوں گا۔۔۔ کرنل سنڈاری کا لہجہ یک لخت تلخ ہو گیا۔“

”میں نے دھوکہ دیا ہے۔ تمہیں یہ بات کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے کرنل سنڈاری۔ میں نے تمہارے ملک کے فائدے کے لیے سب کچھ کیا۔۔۔ اور یہ تم تھے کہ جب مجھ پر شک کیا گیا تو تم خاموش رہے۔ حالانکہ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں کون ہوں۔ اگر میں ان کا ساتھی ہوتا تو یہی بات تو یہ کہنا نہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ مجھے قتل کر کے میرے جگہ اپنا آدمی لے آتے۔۔۔ میری وہاں بذات خود

موجودگی ان سب کو شبہ سے بالاتر کر دیتی۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر میں ان کا ساتھی ہوتا تو مجھے کیا پاگل کتے نے کاٹا تھا کہ میں سیدھا تمہارے پاس آتا۔ اور پھر انہیں گرفتار کراتا۔۔۔ سرراہٹ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”تو پھر تم نے شاگل پر حملہ کر کے انہیں چوتھن بدلنے کا موقع کیوں دیا۔ اور پھر تم باقاعدہ ان کے ساتھ مہم میں بھی شامل رہے۔۔۔ کرنل سنڈاری نے ہونٹا بھینچتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

”میں نے شاگل پر حملہ کیا تھا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی اس پر حملہ کرنے کی۔ اگر اس نے تمہیں کہا ہے تو بکواس کی ہے۔ اس پر حملہ تو علی عمران نے کیا تھا وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا تو شاگل اس پر ٹوٹ پڑا۔ میں تو صرف اسے سمجھانے کے لیے قریب آیا تو اس نے مجھے

ضرب لگا کر فرش پر دھکیل دیا۔۔۔ اس عمران نے بازی گروں کی طرح اپنے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ آگے کر کے ریوا اور شاگل کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور اسے لکڑی مار کر دور پھینک دیا۔ میں اٹھ کر اس عمران سے ریوا اور حصینے کی کوشش کرنے ہی لگا تھا کہ تم دروازے میں آئے۔ اور عمران نے مجھے دھکیل کر تم پر نازل کیا۔۔۔ لیکن تم اور شاگل نکل گئے۔ جبکہ میں اس کے قایم آ گیا۔ اور پھر میں نے اپنی جان کے خوف سے اس کی کلیپ ہتھکڑی کھول دی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔۔۔ وہ مجھے اسلحے کے زور پر ساتھ لے آئے۔ اور چونکہ تم خود بھی میرے دشمن ہو چکے تھے۔ اس لیے مجبوراً مجھے ان کے ساتھ رہنا پڑا۔ ویسے تم اپنے آدمیوں سے پوچھ سکتے ہو کہ میں نے انہیں کیا کہا ہے میں تو غار سے ان لوگوں سے آنکھ بچا کر نکل رہا تھا تا کہ تمہارے آدمیوں کو ان کی وہاں موجودگی کی خبر

دوں کہ پتھر مار کر مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر مجھے یہاں ہوش آیا۔۔۔ اور اب تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں نے تمہیں دھوکہ دیا ہے۔ اور میں ان کا ساتھی ہوں۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا کام سائنسی ریسرچ ہے۔ میرا ان سیکرٹ ایجنٹوں سے بہلا کیا تعلق رابطہ ہو سکتا ہے۔۔۔ سر رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن تم نے کہا تھا کہ تم اس علی عمران کو جانتے ہو“۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔ اب اس کے لہجے میں ایسا تاثر تھا کہ جیسے وہ سر رابرٹ کی کہانی پر یقین کر چکا ہو۔ اور شاید یہ یقین اسے شاگل دشمنی کی بنا پر آگیا تھا اب تک شاگل یہی الزام لگا رہا تھا کہ سر رابرٹ کی وجہ سے جانچ بون بدلی ہے۔۔۔ اب اگر واقعی سر رابرٹ کا اس میں کوئی قصور نہیں تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ شاگل نے اپنی کوتاہی پر پردہ ڈالنے کے لیے سر رابرٹ کا نام استعمال کیا ہے۔

”ہاں میں اسے جانتا ہوں لیکن اس حوالے سے نہیں وہ آکسفورڈ میں جب سائنس پڑھا کر ریٹ کر رہا تھا اس وقت سے جانتا ہوں۔ وہ انتہائی ذہین سائنسدان تھا۔۔۔ اس کے بعد بھی اکثر سائنسی کانفرنسوں میں اس سے ملاقات ہوتی رہتی تھی“۔۔۔ سر رابرٹ نے کہا۔

”کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے“۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔ اور شرمانے ایک فوجی کو اشارہ کیا جو سر رابرٹ کی پشت پر کھڑا تھا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ بندشوں سے آزاد کر دیئے۔ اور سر رابرٹ طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ اسی لمحے ایک فوجی بھاگتا ہوا اندر آیا۔

”سر۔۔۔ سر۔۔۔ غضب ہو گیا۔ ایک مجرم آپ کا ہیلی کاپٹر لے کر گن کر یک میں داخل ہو گیا ہے۔ اس نے بم مار کر نیچے موجود دس فوجیوں اور سیڑھی والی مشین کو تباہ کر دیا ہے“۔۔۔ فوجی نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ یہ علی عمران ہوگا۔ اس نے نکلنے سے پہلے ٹائم راکٹ الماری سے نکال لیا تھا“۔۔۔ سر رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”مجھے یقین آ گیا۔ سر رابرٹ میں شرمندہ ہوں۔ کہ آپ کو اس قدر تکلیف اٹھانی پڑی۔ کیپٹن شرما۔ ان کے ہاتھ کھول دو۔ یہ ہمارے معزز مہمان ہیں۔۔۔ بس غلط فہمی اور چیف شاگل کی حماقت

اور ٹائم راکٹ کا سنتے ہی کرنل سنڈاری اور کیپٹن شرما دونوں کا

رنگ یک لخت زرد پڑ گیا۔
 کریک کی تباہی کا سن کر وہ دونوں ہی حواس باختہ ہو گئے تھے۔

”مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر وہ تو فیثب میں گر گیا تھا۔۔۔ کرنل سنڈاری نے انتہائی گھبراہٹ بھرے لہجے میں ہکا ماتے ہوئے کہا۔
 ”سر۔ وہ نیلی کا پیڑ درے کے ساتھ معلق کھڑا ہے سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو اسے ہٹ کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس آدمی کو ہٹ کرنے کے لیے ہم کمندوں کے ذریعے اوپر جا سکتے ہیں۔“ آنے والے فوجی نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ وہ تو دائرہ لیس کنٹرول ہے۔۔۔ کرنل سنڈاری نے تیزی سے کہا اور پھر اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس پر لگا ہوا ایک بٹن دبا کر سوکچ کو جھمایا آلے سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور پھر کیپٹن شرما اور کرنل سنڈاری دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف لپکے۔ گن

”جلدی کرو گن کریک کے پاس پہنچو۔ اسے بچانا انتہائی ضروری ہے۔ جلدی کرو۔۔۔ کیپٹن شرما نے باہر نکلتے ہی چیخ کر اپنے فوجیوں سے کہا۔ اور کیپٹن شرما کی گھبراہٹ دیکھ کر وہ سب بھی دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر کو نکل گئے۔۔۔ ان کے باہر جاتے ہی سر ریموٹ نے جلدی سے آگے بڑھ کر صفدر کے ہاتھ کھولے اور پھر وہ بھی باہر کی طرف لپک گئے۔

صفدر نے اپنے ہاتھ آزاد ہوتے ہی انتہائی تیزی سے اپنے باقی ساتھیوں کے ہاتھ کھول دیے۔ اور پھر اس کی نظریں ایک عین گن پر جم گئیں جو دروازے کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔۔۔ شاید کوئی فوجی جلدی میں اسے بھول گیا تھا یا پھر یہ پہلے سے وہاں رکھی ہوئی تھی۔
 ”تم لوگ یہیں رہو۔ میں باہر جا رہا ہوں۔۔۔“ صفدر نے

کہا۔ اور شین گن اٹھائے باہر نکل گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔
 ”جلدی کرو یہاں سے نکلو۔ سب فوجی بوکھلاہٹ میں باہر گن
 کر یک کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ پیچھے سے راستہ ہے۔ اسلحہ بھی
 موجود ہے جلدی کرو۔“۔۔۔ صغدر نے چیخ کر کہا۔

اور صغدر کے کہنے پر باقی ساتھیوں نے فرش پر بے ہوش پڑے
 ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چوہان کو بھی اٹھا کر کاندھے پر
 ادا لیا۔۔۔ اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے سے باہر آ گئے۔ واقعی
 چوکی خالی پڑی تھی۔ دوسرے کمرے میں ایک طرف اسلحہ کے ڈھیر
 تھے۔ انہوں نے شین گنیں اٹھائیں اور پھر صغدر کی رہنمائی میں وہ
 آگے کی طرف جانے کی بجائے پیچھے کی طرف جانے والے راستے
 کی طرف دیکھ گئے۔۔۔ یہ ایک چھوٹا سا سرنگ کے کے دہانے جتنا
 درہ تھا۔ اس میں سے باہر نکل کر وہ پہاڑی کے نشیب میں اترتے

گئے۔ اور پھر ایک غار میں پہنچ گئے۔ یہ غار دفائی لحاظ سے خاصی محفوظ
 تھی۔۔۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں اڑا کر چوکی سے ذرا فاصلے پر
 نیچے زمین پر اترتے ہوئے دیکھا۔

”ہمیں اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔“۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز
 لہجے میں کہا۔

اور پھر جو لیا کی ہدایت پر صغدر۔ صدیقی اور بلیک زیرو تینوں تیزی
 سے موڑ کاٹ کر بھاگتے ہوئے اس طرف بڑھے جدھر ہیلی کاپٹر ایک
 چٹان پر اتر رہا تھا۔۔۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں شین گنیں تھیں۔ اور
 وہ چونکہ نشیب میں تھے۔ اس لیے دوسری طرف موجود فوجی انہیں نہ
 دیکھ سکتے تھے۔

”ہمیں ہیلی کاپٹر لے جا کر عمران کو اس درے سے نکالنا ہے۔“
 جلدی کرو۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ انتہائی تیز

رفتاری اور پوری قوت سے دوڑتے ہوئے چڑھائی چڑھنے لگے۔
 ہیلی کاپٹر ایک چٹان پر ٹک چکا تھا۔۔۔ اس کے پر اسی طرح تیز
 رفتاری سے گھوم رہے تھے۔ چونکہ جس شب نشیب میں وہ تینوں
 موجود تھے ہیلی کاپٹر عین اس نشیب کے اوپر تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ
 تینوں ہی ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔۔۔ اس وقت وہ انتہائی
 خطرناک صورتحال سے دوچار تھے۔ ذرا سی غفلت سے وہ تینوں ہی
 نشیب میں واپس لڑھک سکتے تھے۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر کے قریب
 پہنچے۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا۔۔۔ اور اسی لمحے ان
 تینوں نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے چٹان سے اٹھتے ہوئے
 ہیلی کاپٹر پر جم پ لگا دیا۔ اور پھر ان تینوں کے ہاتھ ہیلی کاپٹر کے
 سٹینڈنگ پیڈز پر پڑے اور وہ تینوں بھی اس سے لٹکتے ہوئے بلند
 ہوتے گئے۔۔۔ شین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھیں۔ صرف

چند لمحے وہ سٹینڈنگ پیڈز سے اٹکے رہے پھر انتہائی پھرتی سے صدر
 پائلٹ سیٹ کی طرف اور صدیقی اور بلیک زبرو پچھلی کھلی کھڑکی تک
 پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔
 ”ارے تم۔۔۔ اچانک ہیلی کاپٹر کے اندر سے کرنل سنڈاری
 اور کیپٹن شرما کے چپخے کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن صدر نے پوری
 قوت سے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کرنل سنڈاری کو ٹکڑا کر مارا۔۔۔
 اور کرنل سنڈاری چیخا ہوا ملحقہ سیٹ پر گرا۔ اسی لمحے صدیقی اور بلیک
 زبرو دونوں نے کیپٹن شرما اور کرنل سنڈاری کو چھاپ لیا۔ جب کہ
 صدر نے انتہائی پھرتی سے پائلٹ سیٹ پر قبضہ کر کے ہیلی کاپٹر کو
 سنبھال لیا۔
 ”پھینک دو نیچے پھینک دو۔۔۔“ صدر نے ہیلی کاپٹر کو اور اونچا
 لے جاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیں مت بھینکنا۔ ورنہ نیچے سے ہم پر گولیوں کی بارش ہو جائے گی۔“۔۔۔ بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا۔

اور ان دونوں کے درمیان ہیلی کاپٹر میں ہی خاصی زوردار جنگ شروع ہو گئی۔ اسی لمحے فائر ہوا اور اس کے ساتھ ہی چیخ باند ہوئی۔ صفدر تیزی سے گھوما۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار دوڑ گئے۔ چیخ کیپٹن شرما کی تھی۔۔۔ اس نے نہانے کس لمحے ریوا اور نکال کر صدیقی پر فائر کرنا چاہا تھا۔ مگر صدیقی نے تیزی سے ہاتھ مار کر عین آخری لمحے ریوا اور کا رخ بدل دیا تھا۔ اور اس طرح گولی بجائے صدیقی کے سینے میں گھسنے کے کیپٹن شرما کے اپنے سینے میں گھس گئی تھی اور وہ چیخ مار کر نیچے گرا تھا۔۔۔ جب کہ بلیک زیرو نے کرنل سنڈاری کو بڑی مہارت سے فرش پر اٹا کر قابو میں کر لیا تھا۔ کیپٹن شرما چند لمحے تڑپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ گولی اس کے دل میں

گھس گئی تھی۔ صدیقی نے جلدی سے کیپٹن شرما کے ہاتھ سے نکلنے والے ریوا اور پر قبضہ کیا۔۔۔ اور آگے بڑھ کر ریوا اور کی نال کرنل سنڈاری کی گردن سے لگا دی۔

”مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔“۔۔۔ کرنل سنڈاری نے ریوا اور کی نال گردن سے لگتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

”اگر یہ غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا۔“۔۔۔ بلیک زیرو نے چیخ کر کہا۔ اور کرنل سنڈاری کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

صفدر انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو درے کی طرف اڑائے لیے جا رہا تھا۔ اپنی طرف سے تو وہ عمران کو بچانے کے لیے جا رہے تھے۔۔۔ لیکن انہیں کیا معلوم کہ وہ عمران کو بچانا تو ایک طرف خود تیز رفتاری سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے درے کی تباہی کے بعد اس کے قریب موجود ہیلی کاپٹر کی تباہی بھی یقینی تھی۔

لیا جاسکتا۔ آپ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچیں۔ اور جیسی بھی
 صورتحال ہو اسے کنٹرول کریں۔۔۔ گن کریک کی تباہی کا فرستان
 کے لیے قابل برداشت ہوگی۔ اس لیے اسے ہر قیمت پر بچائیں۔
 اور اگر وہاں آپ کو ضرورت پیش آئے تو آپ میرے حوالے سے
 ملٹری اور ایئر فورس کی جس قدر فخری چاہیں منگوا سکتے ہیں۔ میں انہیں
 ریڈ کال دے دیتا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیفنس منسٹر نے
 گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے
 شکریہ کہہ کر ریسیور کرپڈل پر پٹا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ عمران
 اور اس کے ساتھیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے سخت بے چین
 تھا۔۔۔ اور اسے یقین تھا۔ کہ کرنل سنڈاری عمران اور اس کے
 ساتھیوں پر کسی صورت میں قابو نہ پاسکے گا۔ کیونکہ وہ عمران اور اس
 کے ساتھیوں کی صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔ اور دوسری

”لیس سر شاگل بول رہا ہوں جناب۔ گن کریک انتہائی خطرے
 میں ہے جناب۔ کرنل سنڈاری اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے
 کوئی جواب نہیں مل رہا جناب۔۔۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ ہٹ ہو چکے
 ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ان لوگوں کا قابو پانا ناممکن ہے جناب۔
 ان سے صرف میں ہی نمٹ سکتا ہوں جناب۔۔۔ شاگل نے تیز
 لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے چیف شاگل۔ ایسی صورت حال میں کوئی رسک نہیں

بات یہ ہے کہ وہ اس مشن کا کریڈٹ بہر حال خود لینا چاہتا تھا۔ کرنل سنڈاری کو شکست اسی طرح دی جاسکتی تھی۔ لیکن پرائم منسٹر نے اسے منع کر دیا تھا۔ اس لیے وہ بے بس تھا۔ گو اس نے اپنے طور پر وہاں پہنچنے کی تیاری کر لی تھی۔۔۔ سیکرٹ سروس کے دو مخصوص ہیلی کاپٹر اس وقت تیار کھڑے تھے۔ سیکرٹ سروس کے مخصوص ایکشن شعبے کے بیس مسلح افراد ان ہیلی کاپٹروں کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔ لیکن ظاہر ہے پرائم منسٹر کے منع کرنے کے بعد وہ وہاں نہ جا سکتے تھے۔ اسی دوران شاگل کوڈیفنس منسٹر کا خیال آ گیا چنانچہ اس نے ڈیفنس منسٹر سے رابطہ قائم کیا۔ اور چند لمحوں کی گفتگو کے بعد وہ ان سے اجازت لینے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔ گو اس کے لیے اسے تھوڑا سا جھوٹ بولنا پڑا تھا کہ کرنل سنڈاری کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا ہے۔ جبکہ اس نے اسے کال بھی نہ کیا تھا۔ اور ظاہر ہے وہ کال

کر کے کرتا ہی کیا۔ کرنل سنڈاری جیسا خود سر آدمی کچھ بھی ہوتا اسے اپنے مشن میں مداخلت کبھی نہ کرنے دیتا۔ اب اجازت ملنے کے بعد جو بھی ہوتا وہ بعد کی بات تھی۔۔۔ اور اگر وہ مشن میں کامیاب ہو جاتا اور کرنل سنڈاری کو شکست دے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب ظاہر ہے ہماری باتیں اس کے حق میں چلی جانی تھیں۔۔۔ ویسے وہ دل ہی دل میں یہ فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ اگر کرنل سنڈاری اس کے پہنچنے سے پہلے کامیاب بھی ہو گیا ہو گا تب بھی وہ کسی بہانے کم از کم کرنل سنڈاری کا خاتمہ تو ضرور ہی کر دے گا۔۔۔ ریسپورڈ کرپڈل پر پھینکتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا باہر کو پلٹا اور پھر سیدھا آگے کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے لگا۔

”جلدی کرو بیٹھو۔۔۔ جلدی۔ ہمیں فوراً درہ بکرم مانجینا ہے۔“

شاگل نے چیخ کر ہیلی کاپٹروں کے ساتھ کھڑے اپنے ماتحتوں

سے کہا۔ اور وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے لگے۔ شاگل بھی اچھل کر ایک ہیلی کاپٹر پر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ پائلٹ سے ملحقہ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گئے۔ سیٹ کے سامنے بک سی لگی ہوئی طاقتور دور بین شاگل نے اتاری اور اسے آنکھوں سے لگا لیا۔

”سرا بھی تو درہ کمر مادور ہے۔۔۔“ پائلٹ نے مسکراتے ہوئے شاگل کو آنکھوں سے دور بین لگاتے دیکھ کر کہا۔

”یوشٹ اپ نائنس۔ جلدی کرو۔ میں کچھ اور دیکھ رہا ہوں۔“

شاگل خفت منانے کے لیے پائلٹ پر ہی چڑھ دوڑا اور پائلٹ نے دانت بھینچ لئے۔ شاگل سے حماقت تو ہوئی تھی لیکن اب وہ اپنی حماقت کو چھپانے کے لیے خواہ مخواہ دور بین آنکھوں سے لگائے نیچے

دیکھ رہا تھا۔

”سرا۔۔۔ اگر عمران وغیرہ نے وہاں فوجیوں کو مار کر ان کی وردیاں پہن لی ہوں تب۔۔۔“ پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے اسٹنٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تو ہم فوجیوں کا قتل عام کر دیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مارنے کے لیے میں پورے کافرستان کی فوج کی قربانی دے سکتا ہوں۔۔۔“ شاگل نے غصیلے انداز میں کہا۔

اور اسٹنٹ کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی حیرت سے کندھے اچکا کر رہ گئے۔ ان کی معنی خیز نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ اپنے باس کو پاگل سمجھ رہے ہیں۔۔۔ اور ظاہر ہے شاگل نے عقل مندی کی بات تو بہر حال نہ کی تھی۔ لیکن وہ شاگل کی عادت جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کوئی تبصرہ کیا تو وہ یہیں ہیلی کاپٹر میں ہی انہیں گولی مارنے سے

دریغ نہ کرے گا۔

ہیلی کا پڑا انتہائی تیز رفتاری سے درہ بکر مکی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ درہ بکر ماپر پہنچ گئے۔ اور پھر شاگل کو دور سے فضا میں ایک فوجی ہیلی کا پڑا اڑتا ہوا نظر آیا۔

”یہ کرنل سنڈاری کا ہیلی کا پڑ ہے۔ اس کے قریب لے چلو۔ دونوں ہیلی کا پڑ۔ اس سے پہلے صورت حال کا تو پتہ کریں نیچے تو ہر طرف خاموشی نظر آ رہی ہے۔۔۔ شاگل نے فضا میں اڑتے ہوئے فوجی ہیلی کا پڑ کو دیکھتے ہی کہا۔ اور ہیلی کا پڑوں کے پائلٹوں نے ہیلی کا پڑوں کا رخ اس فوجی ہیلی کا پڑ کی طرف موڑ دیا۔

”ارے ارے یہ فوجی کیوں بے تحاشا دوڑ رہے ہیں۔ اود اود سربراہٹ بھی دوڑ رہا ہے ان فوجیوں کے ساتھ۔ حیرت ہے۔ جلدی کرو۔۔۔ شاگل نے طاقتور دور بین سے نیچے دیکھتے ہوئے چیخ کر

کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ یقیناً یہ حیرت سربراہٹ کو فوجیوں کے ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھ کر ہوئی تھی۔۔۔ اور دونوں ہیلی کا پڑ انتہائی تیز رفتاری سے فضا میں اڑتے ہوئے فوجی ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھنے لگے۔ اور چند ہی لمحوں میں دونوں ہیلی کا پڑ فوجی ہیلی کا پڑ کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔ اور پھر شاگل کی حیرت زدہ چیخ ہیلی کا پڑ میں گونج اٹھی۔

ٹائم راکٹ کے ساتھ ساتھ سب کچھ اپنی اپنی جگہ ویسے ہی موجود تھا۔
 عمران حیرت سے گھڑی کو دیکھنے لگا۔۔۔ اس نے ٹائم سوئچ سیٹ
 کرتے وقت گھڑی کو دیکھا تھا اور اس کے خیال کے مطابق پانچ
 منٹ مکمل ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود دھماکہ نہ ہوا تھا۔ وہ تیزی
 سے ٹائم راکٹ کی طرف بڑھا۔ اسے خیال آیا۔ کہ کہیں ٹائم سوئچ
 میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ لیکن ٹائم سوئچ سے تک تک کی آواز واضح
 طور پر سنائی دے رہی تھی۔ جس سے ظاہر تھا کہ ٹائم سوئچ کام کر رہا
 ہے۔ لیکن پھر راکٹ بلاسٹ کیوں نہیں ہوا۔ وہ ٹائم سوئچ پر گئے
 ہوئے چھوٹے سے ڈائل پر جھک گیا۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کی
 آنکھوں میں شدید حیرت ابھر آئی۔ اور اس نے ایک طویل سانس
 لیا۔ ٹائم سوئچ جسے اس نے پانچ منٹ کے وقفے پر سیٹ
 ہے۔۔۔ یعنی اب پینتالیس منٹ مزید بم کے بلاسٹ ہونے

سیکنڈ بتانے والی سوئی پانچویں منٹ کا پلر پورا کرنے کے لیے
 تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور عمران درے
 کے کنارے پر خاموش بت ہنا کھڑا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح
 ٹھوس ہو گیا تھا۔ اور جب سوئی گیارہ کے ہندسے کو کراس کر کے بارہ
 کی طرف لپکی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
 آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ لیکن آنکھیں بند کیے جب اسے پانچ سیکنڈ
 گزر گئے۔ اور دھماکہ نہ ہوا تو اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں۔

میں رہتے ہیں۔

اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے پانچ منٹ کا وقت سیٹ کیا تھا۔ پھر یہ پانچ منٹ میں کیسے تبدیل ہو گئے۔۔۔ کیا ٹائم سوئچ کا بلاسٹ وقفہ خود بخود آگے بڑھ گیا ہے۔ وہ غور سے ٹائم سوئچ کو دیکھ رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے اصل بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ یہ ہندسوں کا کھیل تھا جس نے یہ وقفہ بڑھا دیا تھا۔۔۔ ٹائم سوئچ پر اعشاریہ ہندسوں کا اسے خیال ہی نہ رہا تھا۔ اور اس اعشاریہ ہندسوں کی وجہ سے یہ سارا چکر چلا تھا۔ بہر حال قدرت نے اس کی زندگی کا وقفہ خاصا آگے بڑھا دیا تھا اب اس وقت کو دوبارہ سیٹ نہ کیا جاسکتا تھا۔۔۔ اس لیے اب بہر حال ٹائم راکٹ نے پینتالیس منٹ کے بعد ہی بلاسٹ ہونا تھا۔ عمران اٹھ کر مڑا۔ اور اسی لمحے وہ بری طرح اچھل پڑا۔ اس نے دور چٹان سے بلند ہوتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو دیکھا۔۔۔ جس کے

سٹینڈنگ پیڈز سے تین افراد لٹکے ہوئے تھے۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے یہ تینوں ہی ہیلی کاپٹر میں غائب ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر ایک لمحے کے لیے فضا میں ڈولا اور پھر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا گیا۔۔۔ عمران تینوں افراد کی شکلیں تو نہ دیکھ سکتا تھا کیونکہ فاصلہ کافی زیادہ تھا لیکن اتنا اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ تینوں ہی فوجی یونیفارم کی بجائے عام لباسوں میں تھے اور اس بات سے عمران کے ذہن میں امید کی نئی کرنیں جگمگا اٹھیں۔۔۔ الاحوال یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے اور اس کا مطلب تھا کہ جو کچھ اس نے سمجھا تھا وہ غلط تھا۔ سیکرٹ سروس والے نہ صرف زندہ تھے بلکہ حرکت میں بھی تھے۔۔۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار اُمڈ آئے۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے درے کی طرف آتے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے بے شمار فوجیوں کو بھی دوڑ کر درے کی طرف آتے دیکھا۔ ان میں

بھی ایک سادہ لباس والا تھا جو فوجیوں کے ساتھ ہی دوڑ رہا تھا۔

لیکن ابھی ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر تھا کہ فضا میں دو ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے اور پھر دونوں ہیلی کاپٹر پہلے والے ہیلی کاپٹر کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔۔۔ اور آنے والے دونوں ہیلی کاپٹروں کو دیکھتے ہی وہ اچھل پڑا۔ ان ہیلی کاپٹروں پر موجود نشانات دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کافرستانی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹروں میں شگل اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ارکان ہی ہو سکتے ہیں۔

چند لمحوں تک تینوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر اڑتے رہے۔ اور پھر فوجی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے ہوا۔ اور دونوں کی ریش سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر اس نے فضا میں چکر کاٹا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے درے کی طرف آنے لگا۔۔۔ چونکہ وہ فوجی

ہیلی کاپٹر تھا۔ اس لیے اس کی رفتار باقی دو سے زیادہ تیز تھی۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر بھی تیزی سے گھومے اور انہوں نے ایک بار پھر فوجی ہیلی کاپٹر کو کور کرنے کی کوشش کی۔ اب فضا میں مشین گن چلنے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔۔۔ فوجی ہیلی کاپٹر بار بار ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو ڈاج دے کر درے کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دونوں ہیلی کاپٹر کسی بھرت کی طرح اس کا پیچھا نہ چھوڑ رہے تھے۔ دوڑتے ہوئے فوجی بھی اب رک کر ہیلی کاپٹروں کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔ اور پھر درے سے کچھ فاصلے پر ہی اس نے فوجی ہیلی کاپٹر سے پھینکا گیا تھا۔ بم ہیلی کاپٹر کے پیچھے حصے سے ٹکرایا۔۔۔ اور فضا میں ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں ہی الٹا پھرا انتہائی تیزی سے نیچے پہاڑیوں پر گرنا گیا۔ دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں اور بلند ہو گئے تھے۔ فوجی ہیلی کاپٹر میں

آگ بجڑک اٹھی تھی۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگ کے شعلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔

اور پھر اس نے اس میں سے تین افراد کو سر کے بل کود کر پہاڑی چٹانوں پر گرتے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید بیک وقت کودے تھے۔ کیونکہ تینوں اکٹھے ہی نیچے گر رہے تھے۔۔۔ نیچے جہاں ٹھوس چٹانیں تھیں۔ اور عمران نے دانت جھنجھ لیے۔ ان تینوں کی موت قطعی یقینی تھی۔ اور پھر وہ ایک پہاڑی کی اوٹ میں گر کر عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔۔۔ اور اسی لمحے فوجی ہیلی کاپٹر اسی پہاڑی کی چوٹی سے ٹکرایا اور ایک اور خوف ناک دھماکے کے بعد اس کے آگ میں لپٹے ہوئے پرزے ہر طرف پھیلتے چلے گئے۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر اب نیچے چٹانوں پر اتر رہے تھے۔۔۔ اسی لمحے عمران کی نظریں اپنی گھڑی پر پڑی تو پندرہ منٹ مزید گزر چکے تھے۔

اس کا مطلب تھا کہ ٹائم راکٹ بلاسٹ ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ اور اسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے زور سے اپنے ہی منہ پر چپت مار دی۔۔۔ اسے اپنے ذہن پر غصہ آ رہا تھا۔ اسے تنویر کے ہیلی کاپٹر کو بلانے کا خیال تک نہ آیا تھا۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ تنویر ہیلی کاپٹر سمیت سرحد پر صرف اسی انتظار میں موجود ہو گا کہ کب عمران اسے بلائے۔۔۔ اور اسے بلانے کے لیے وائز لیس کال سسٹم اسی کلائی کی گھڑی میں موجود تھا۔ عمران نے جلدی سے کلائی کی گھڑی ہاتھ سے اتاری اور دو انگلیوں کی مدد سے اس نے اس کی پشت کا ڈھکن کھما کر کھول دیا۔۔۔ ڈھکن کے علیحدہ ہوتے ہی ایک باریک سی تار باہر کو نکل آئی عمران نے اس تار کو پکڑ کر اس کا سرا گھڑی کے کنارے سے مخصوص انداز میں ٹکرائی شروع کر دیا۔ وہ طے شدہ مارس کوڈ میں تنویر کو پیغام دے رہا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ

انہائی تیزی سے پھل رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد پیغام ختم کر کے اس نے ڈھلکن کو دوبارہ بند کیا اور گھڑی ہاتھ میں پھین لی۔ اس نے تنویر کو پیغام دیا تھا کہ وہ درہ بکرمہ کے اندر آ کر کریک کے پاس پہنچے۔ عمران وہاں موجود ہے۔۔۔ اور چند ہی لمحوں بعد اسے دور سے ایک ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا نظر آیا وہ کافی بلندی پر تھا۔ اور اس کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔ عمران کی نظریں اس ہیلی کاپٹر پر جمع گئیں۔ ہیلی کاپٹر کی رفتار بے حد تیز تھی۔۔۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر درے کے قریب پہنچ کر نیچے اترنے لگا۔ عمران نے درے کے اندر سے مخصوص انداز میں ہاتھ لہرانا شروع کر دیا۔ اور چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر اس درے کے قریب آ کر رک گیا۔۔۔ ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہوا تنویر اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر قریب آتے ہی عمران نے تنویر کو اسے ساکت کرنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ پیچھے کی طرف ہٹا۔ ایک نظر اس

نے ناظم راکٹ پر ڈالی اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا درے کے کنارے پر آیا۔۔۔ اور پھر جیسے کوئی پرندہ فضا میں اڑتا ہے۔ اس طرح اڑتا ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے اندر سیٹ پر جا گرا۔ سیٹ کے گدے سے ٹکرا کر وہ ہیلی کاپٹر کے فرش پر گرا اور پھر یوں اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا جیسے وہ شروع سے ہی سیٹ پر جما بیٹھا ہو۔ تنویر نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھ لیا۔ اور پھر فضا میں بند کرتا گیا۔

”باقی ساتھی کہاں ہیں عمران صاحب۔۔۔ تنویر کے لہجے میں گہری تشویش تھی۔

”ادھر چلو اس پہاڑی کے پیچھے۔ وہ لوگ ادھر گرے ہیں۔“

عمران نے پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر اچھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہیلی کاپٹر کو اس پہاڑی کی طرف موڑ دیا جس طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔۔۔ اسی لمحے عمران کی نظریں

نیچے پڑیں۔ تو اس نے نیچے چٹانوں پر کھڑے دونوں ہیلی کاپٹروں کی فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔

”راکٹ گن کہاں ہے۔۔۔“ عمران نے تیزی سے مڑ کر کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کے پیچھے حصے کی طرف دوڑا۔ جہاں اس کی ہدایات کے مطابق ضروری اسلحے کا پائس موجود تھا۔ اور چند ہی لمحوں بعد عمران راکٹ گن سے اپنے واپس سیٹ پر آ گیا۔

”یہ کن کے ہیلی کاپٹر ہیں عمران صاحب۔ یہ ہمیں کور کر رہے ہیں۔“ تنویر نے کہا۔

”میں ابھی انہیں کور کرتا ہوں۔۔۔“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ دونوں ہیلی کاپٹر اب ان کے ہیلی کاپٹر کو گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ عمران نے راکٹ گن سیدھی کی اور پھر ایک ہیلی کاپٹر گن کے نارگٹ پر آ گیا۔۔۔ عمران کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی اور

گن سے نکلنے والا چھوٹا سا راکٹ سیدھا ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا۔ ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور پورا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی پھٹ گیا۔ اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپٹر بھی گھوم کر آیا اور وہ بھی عمران کے نشانے کی زد میں آ گیا۔ چنانچہ دوسرا دھماکہ ہوا اور دوسرے ہیلی کاپٹر کا بھی پہلے جیسا ہی حشر ہوا۔“

”گمہ شو عمران صاحب واقعی آپ نے کمال کر دیا ہے۔۔۔“ تنویر نے بے اختیار عمران کی ہنگ مہارت کی داد دیتے ہوئے کہا۔
”یہی فقرہ جو لیا کے سامنے بھی کہہ دینا اگر وہ زندہ ہوئی تو۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”زندہ ہوئی۔۔۔۔۔ کک۔۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔“ تنویر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ہیلی کاپٹر فضا میں ہی ڈول گیا۔
”ارے ارے کنٹرول کرو۔ بے شک فقرہ نہ کہنا۔ جلدی کرو اس

پہاڑ کے پیچھے لے چلو جلدی۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور تنویر نے جلدی سے ڈولتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو سنبھالا اور پھر وہ دانت بھینچے اسے اس پہاڑی کی طرف لیتا گیا۔ ہونٹ بھینچنے کی وجہ سے اس کے جبڑوں کی ہڈیاں ابھر آئی تھیں۔ عمران کے جولیہ کے متعلق مشکوک فقرے نے اس کے ذہن کو گھما کر رکھ دیا تھا۔

صفدر شاگل کی چیخ سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹروں نے اسے گھیر لیا ہے۔ شاگل نے یقیناً اسے پرویز اور صدیقی پہچان لیا تھا۔۔۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو بچا کر درے کی طرف لے جانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر بھوت کی طرح اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ اور اب تو ان کے ہیلی کاپٹر پرفائرنگ بھی شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ادھر شاگل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر فٹ سنڈاری نے بھی چوٹن بدلانے کی کوشش کی۔ لیکن اس

کی یہ کوشش نہ صرف بری طرح ناکام ہوئی بلکہ اس کوشش کے چکر میں وہ صدیقی کی گولی بھی سینے میں کھا بیٹھا۔۔۔ اچانک ریوا اور پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش میں صدیقی نے بوکھلا کر زریعہ دبا دیا۔ اور جھٹکا لگنے سے صرف اتنا فرق پڑا کہ گولی اس کی گردن کی بجائے اس کے دل میں گھس گئی۔۔۔ اور کرنل سنڈاری چیخا ہوا نیچے گرا اور پھر اسے تڑپنے کی بھی مہلت نہ ملی۔

ادھر صفدر انتہائی تیز رفتاری سے اوپر نیچے کر کے ہیلی کاپٹر کو پھار رہا تھا۔ اس لیے بھی کرنل سنڈاری کی موت فوری ہو گئی تھی۔ بلیک زیرو اور صدیقی نے گرنے سے بچنے کے لیے سیٹوں کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر فضا میں ہی اٹو کی طرح گھوما۔ اور پھر تیزی سے نیچے کی طرف الٹا ہو کر گرنے لگا۔

”کوڈ جاؤ جلدی کوڈ جاؤ۔۔۔ ہیلی کاپٹر پھٹ جائے گا۔۔۔“

صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر ان تینوں نے بیک وقت ہی نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ بلیک زیرو اور صدیقی نے پچھلی کھڑکی سے اور صفدر نے پائلٹ کھڑکی سے۔ ان کی یہ چھلانگیں محض اضطراری حرکت تھی۔۔۔ ورنہ نیچے چٹانوں پر گرنے کا نتیجہ بھی بہر حال وہی نکلتا تھا جو ہیلی کاپٹر کے پھٹنے کا ہو سکتا تھا۔

قیوں بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نیچے گرتے گئے۔ اور نیچے موجود چٹانیں انتہائی تیز رفتاری سے قریب آتی جا رہی تھیں۔ لیکن اب اسے اتفاق ہی کہیے یا ان کی خوش قسمتی۔۔۔ کہ وہ سیدھے کسی چٹان سے جا ٹکرانے کی بجائے پہاڑی کی سائیڈ پر گرے اور ان کے جسم پتھروں سے ٹکرا کر تیزی سے نیچے نشیب کی طرف لڑھکتے گئے۔ لیکن پتھروں سے ٹکرانے سے ان تینوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔۔۔ ان کے پورے جسموں میں جیسے درد کا آتش فشاں سا

ہیں۔۔۔ تو ان کے جسموں میں جیسے خود بخود توانائی اور ہمت کی لہریں سی دوڑ گئیں وہ ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ بلیک زیرو اور صفدر دونوں کھڑے ہوتے ہی یوں لڑ کھڑائے جیسے گر پڑیں گے۔۔۔ لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ جب کہ صدیقی بغیر لڑ کھڑائے کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

”ہاں بچا گئی یہی شکر ہے“۔۔۔ ان تینوں کے حلق سے بیک وقت نکلا اور اور پھر تینوں ہی ہنس پڑے۔ اسی لمحے اوپر خوف ناک دھماکہ سنائی دیا۔ اور پھر آگ کے گولے سے پہاڑی نشیب میں گرتے دکھائی دیئے۔۔۔ لیکن یہ گولے دور گرے تھے۔ وہ ان کی زد میں نہ آئے۔ اور اس دھماکے نے ان کے اعصاب کو بچھوڑ دیا۔ انہوں نے تیزی سے اپنے جسموں کو حرکت دی۔ ان کی ہڈیاں سلامت تھیں۔ صرف ضربات کی وجہ سے زخم آئے تھے جن سے خون

پھٹ پڑا تھا۔ لیکن چونکہ ان کی ایک سائیڈ ٹکرائی تھی۔ اس لیے وہ مکمل ٹوٹ پھوٹ سے تونچ گئے تھے اور کسی رولر کے سے انداز میں پہاڑی ڈھلوان پر لڑھکتے ہوئے نیچے نشیب میں گرتے گئے۔ اس طرح ان کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ لیکن اس طرح لڑھکنے سے ان کے پورے جسموں پر ضربیں لگنے لگیں۔ چند ہی لمحوں میں وہ لڑھکتے ہوئے نشیب میں جا کر رک گئے۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے کراہیں نکل گئیں۔ وہ چند لمحوں تک تو بے حس و حرکت پڑے رہے۔ اور پھر تینوں کے جسموں نے حرکت کی اور ایک بار پھر ان کے حلق سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل گئیں۔۔۔ لیکن وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے۔ تینوں کے جسموں سے جگہ جگہ خون بہہ رہا تھا۔ کپڑے دھجیوں کی صورت میں پھٹ گئے تھے۔ اور ان کی شکلیں بھوتوں کی طرح ہوری تھیں۔ اسی لمحے انہیں خیال آیا کہ وہ بہر حال زندہ بچ گئے

بہرہ رہا تھا۔

تھے۔ جولیا اور ناٹران غار کے دہانے پر ہی موجود تھے۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اس چوکی سے زیادہ دور نہ گئے تھے۔

غار سے نکل کر وہ دوڑتے ہوئے اس غار کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے باہر نکلتے ہی ہاتھ لہرا کر مخصوص اشارے کیے تاکہ کہیں ان کے ساتھی ہی انہیں نہ پہچان کر ان پر گولیاں چلا دیں۔۔۔ اور پھر وہ صحیح سلامت اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

”یہ تم کو کیا ہوا۔ جلدی بتاؤ۔“۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ کیپٹن شکیل اور ٹائیکر بھی اب ہوش میں آ چکے تھے۔ وہ بھی حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ اور پھر صندوق نے مختصر طور پر ساری کہانی بتادی۔

”اوہ خدا کا شکر ادا کرو ورنہ تمہاری موت میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔ لیکن اب عمران کا کیا ہوگا۔ وہ تو درے میں پھنسا ہوا ہوگا۔“۔۔۔ جولیا

”بھاگو یہاں سے۔۔۔ ورنہ اوپر سے گولیاں بھون ڈالیں گے۔“ بلیک زمرہ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ہوتیزی سے بھاگتے ہوئے دوسری پہاڑی کی طرف بڑھے۔ تاکہ اس کی سائیڈ سے ہو کر دوسری طرف پہنچیں کہ انہیں دور سے ایک بڑی سی غار نظر آئی۔ جس کے اندر دور روشنی نظر آ رہی تھی۔

”ادھر یہ کوئی قدرتی سرنگ ہے جلد ہی کرو۔“۔۔۔ صندوق نے کہا۔ اور وہ تینوں ہی اس غار کے دہانے کی طرف دوڑے۔ واقعی یہ ایک ایسی قدرتی سرنگ تھی جو پہاڑ کے اندر سیدھی چلی گئی تھی اور اس کا دوسرا کنارہ بھی کھلا ہوا تھا۔۔۔ وہ دوڑتے ہوئے جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو ان کے حلق سے مسرت کی جھپیں نکل گئیں۔ سامنے پہاڑی میں وہ غار نظر آ رہی تھی جس میں اس کے ساتھی چھپے ہوئے

نے پریشان لہجے میں کہا۔

”لیکن اگر رات سے پہلے انہوں نے ہمیں ٹریس کر لیا۔ ابھی

”میں نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ کسی طرح درے تک پہنچ جاؤں
لیکن۔۔۔“ صدر نے ہونٹ بھینٹتے ہوئے کہا۔

اب فوری طور پر ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ ورنہ ادھر عمران مارا جائے
گا۔ ادھر ہم سب۔ کافرستان والے تو پوری فوج چڑھا لائیں گے اور
شاگل تو دیسے بھی دیوانے کتے کی طرح ہماری بوسوگھٹتا ہوا یہاں تک
پہنچ جائے گا۔

”اب اور تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم کسی نہ کسی
طرح یہاں سے اپنی سرحد پار کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس وقت
تو ایسی کوشش کرنا بھی حماقت ہو گا۔۔۔ اس وقت تو فوجی ہر طرف
پھیلے ہوئے ہوں گے۔ البتہ رات کے وقت یہ کوشش ہو سکتی ہے۔“

کیپٹن کلیل نے کہا۔
”نہیں۔۔۔۔ ہم دونوں شاید دیکھ لیے جائیں۔ میں صرف
صورتحال کا جائزہ لے کر واپس آ جاؤں گی۔ کیپٹن کلیل تمہارے پاس
واجب ٹرانسمیٹر ہے وہ مجھے دے دو۔ میرے والا تو کہیں گر گیا ہے۔ اور
خاور کے پاس بھی ہے۔۔۔ ضرورت پڑنے پر آپس میں رابطہ تو کم از

لیا۔۔۔ اسے ایسا کرتے دیکھ کر سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ جولیہ کالنگ اوور۔۔۔“ جولیہ کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”ایس خاور انٹرنگ اوور۔۔۔“ خاور نے کہا۔

”ایک ہیلی کاپٹر ہمارے ملک کی سرحد سے آرہا ہے۔ اس کا رخ گن کریم کی طرف ہے۔ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر نیچے اتر چکے ہیں۔ سب فوجی ان ہیلی کاپٹروں کی بوڑھ رہے ہیں اوور۔۔۔“ جولیہ نے کہا۔

”اوہ جولیہ۔۔۔ یہ ہیلی کاپٹر یقیناً توپر لے کر آ رہا ہوگا۔ اس کا مطلب ہے عمران ٹھیک ہے اس نے دے سے ہی کاشن دیا ہوگا اوور۔“

صفدر نے خاور کے ہاتھ سے گھڑی لے کر خود بات کرتے ہوئے

کم قائم رہے گا۔۔۔ جولیہ نے کہا اور کیپٹن شکیل نے کلائی کی گھڑی اتار کر جولیہ کو دے دی۔ اور جولیہ اسے کلائی میں ڈال کر شین گن لیے تیزی سے غار سے باہر نکلے اور پھر اوپر کی طرف چڑھتی گئی۔

ناثران اور بلیک زمرہ وہاں پر بیٹھے اسے اوپر جاتے دیکھتے رہے۔ جولیہ واقعی بے حد باہمت تھی۔ ایسی پتھویشن میں جب کہ مرد بھی حوصلہ ہار جاتے تھے۔۔۔ جولیہ نہ صرف حوصلے میں تھی بلکہ پوری ہمت سے اوپر چڑھی جا رہی تھی۔ حالانکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے آنے والی گولی اس کی زندگی کا چراغ بجھا سکتی ہے۔۔۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے جولیہ اوپر پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر چٹان کی لوٹ میں آ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ لیکن چند ہی لمحوں بعد خاور کی کلائی پر ضربیں لگیں تو اس نے چونک کر گھڑی اتاری اور اس کا ونڈ مٹن مخصوص انداز میں کھینچ

کہا۔

”ہیلی کا پٹر درے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب فوجی حیرت سے اسے دیکھ رہے ہیں۔ سیکرٹ سرس کے ہیلی کا پٹروں سے بہت سے افراد باہر نکل رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ سب ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف ہیں۔ ہیلی کا پٹر درے کے ساتھ پہنچ کر معلق ہو گیا ہے اور۔“

جولیا کی آواز سنائی دی۔

”کو نہیں اسی طرح کنٹری کرتی جاؤ۔ عمران ہمیں لازماً ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا اور۔“۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔ اور پھر جولیا نے واقعی ایسا بولنا شروع کر دیا جیسے کرکٹ میچ کی رنگ کنٹری کر رہی ہو۔

ہیلی کا پٹر ہٹ ہوتے ہی شاگل خوشی سے چیخ پڑا۔

”باس تین افراد اس میں سے کود گئے ہیں۔۔۔ ساتھ بیٹھے ہوئے پائلٹ نے کہا۔

”فکر نہ کرو نیچے بھی ان کے لیے موت ہی ہے۔ چلو نیچے چلو۔ یہاں تو صورتحال شدید بگڑی ہوئی ہے۔ کرنل سنڈارمی بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں نے خود اسے گولی کھا کر ہیلی کا پٹر میں گرتے دیکھا تھا۔۔۔ شاگل نے سرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب اسے اپنی یقینی

کامیابی صاف نظر آرہی تھی۔

کرنل سنڈاری بھی مر گیا۔ اور مشن بھی اب مکمل طور پر شاگل کے کنٹرول میں آ گیا تھا۔ لیکن اسے شاید عمران کے درے میں موجودگی کا علم نہ تھا۔ ہٹ ہونے والا ہیلی کاپٹر پہاڑی سے ٹکرا پاش پاش ہو چکا تھا۔

سیکریٹ سروس کے دونوں بیسی کاپٹر نیچے چٹانوں پر اتر گئے۔ تو شاگل سب سے پہلے اچھل کر نیچے اتر ا۔ اور پھر اس کے ساتھی بھی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ ارد گرد موجود فوجی بھی ان کی طرف دوڑے۔ شاگل ان کی گتیں سیدھی دیکھ کر چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ زور سے چیخا۔

”میں سیکریٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔ اس ہیلی کاپٹر پر مجرموں نے قبضہ کر لیا تھا۔ کرنل سنڈاری کو انہوں نے گولی مار دی

تھی۔ اس لیے ہمیں اسے ہٹ کرنا پڑا۔ مجرموں کے باقی ساتھی کہاں ہیں۔“ شاگل نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

”اوہ ویری بیڈ۔۔۔ کیپٹن شرما اور کرنل صاحب ہیلی کاپٹر میں تھے۔۔۔ ایک فوجی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیپٹن شرما۔۔۔ اوہ وہ بھی ہیلی کاپٹر میں تھا۔ لیکن وہ تو ہمیں نظر نہیں آیا۔ شاید مجرموں نے اسے پہلے مار دیا تھا۔ جلدی بتاؤ۔ باقی مجرم کہاں ہیں۔ جلدی کرو۔۔۔“ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

”میں کیپٹن شرجیل ہوں۔ میں کیپٹن شرما کا نمبر ٹو ہوں۔ لیکن مجرم تو چوکی بانکس میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر میں کہاں سے پہنچ گئے اور تین افراد کو دکر پہاڑی کے پیچھے گرے

ہیں۔۔۔ ایک فوجی نے کہا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

”باس۔ ایک ہیلی کاپٹر ادھر درے کے پاس آ رہا ہے۔ یہ کس کا

ہے۔۔۔ اپنا تک شاگل کے اسٹنٹ نے کہا۔ اور شاگل کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی چونک پڑے۔

”درے میں ایک مجرم موجود ہے۔ وہ کرنل کا ہیلی کاپٹر لے کر درے میں گیا تھا۔ اس نے سیڑھی مشین بھی تباہ کر دی تھی۔ ہم اسے پکڑنے کے لیے جا رہے تھے۔۔۔ کیپٹن شرجیل نے چونک کر کہا۔

”درے میں مجرم موجود ہے۔ کون ہے وہ۔ اودہ یہ ہیلی کاپٹر۔ اودہ یہ تو ہمارے ملک کا ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ جلدی کرو اور اڑ کر جاؤ۔ اور اسے

برصورت میں ہٹ کرو جلدی۔۔۔ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں چیخ کر اپنے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں سے کہا۔ جو ابھی تک ہیلی کاپٹروں میں اپنی اپنی سیٹوں پر موجود تھے۔ اور شاگل کا حکم لاتے ہی دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں تیزی سے بلند ہوتے گئے۔۔۔ اسی لمحے درے کے پاس معلق ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے مزکر واپس اسی پہاڑی

کی طرف آ رہا تھا۔ جہاں پہلا ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تھا۔ اور پھر سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹروں نے آنے والے ہیلی کاپٹر کو کور کر کے تباہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔۔۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر بڑی مہارت سے ایسا کرنے میں مصروف تھے۔ اور شاگل کے چہرے پر فخر یہی مسکراہٹ ریگنے لگی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور سیکرٹ سروس کا ایک ہیلی کاپٹر فضا میں ہی پھٹ گیا۔

”ارے یہ کیا ہوا۔۔۔ ارے۔۔۔ شاگل پاگلوں کی طرح چیخ پڑا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ دوسرا دھماکہ ہوا۔ اور اس بار شاگل بے اختیار اپنے بال نوچنے لگا۔ دوسرا ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو چکا تھا۔۔۔ اور اس کے پرزے بھی فضا میں کھر کر دور دور تک پھیل گئے تھے۔

”اڑا دو۔۔۔ اس ہیلی کاپٹر کو اڑا دو۔۔۔ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ فوجی اس پر ناز کھولتے یہی کاپٹر ایک جھٹکے سے اور زیادہ بلند ہوا۔ اور پھر تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچھے وہ قنبول افروگرے تھے۔ یہی کاپٹر کی بندی اتنی تھی کہ وہ شین گنوں کی رنج میں نہ تھا۔۔۔ اور پھر اس کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر اس پہاڑی پر پہنچ کر تیزی سے غوطہ لگا کر نیچے اتر گیا۔

”بھاگو۔ اے اڑا دو۔ جلدی کرو۔ جس قدر جلدی۔ ارے کوئی ٹرانسمیٹر اؤ۔ میں ایئر فورس کو بلاؤں۔ فوج کو بلاؤں۔۔۔ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں ناپتے ہوئے کہا۔

”ٹرانسمیٹر ادھر چوکی میں ہے جناب۔۔۔ شرجیل نے کہا۔ اور شاگل بے اختیار اس چوکی کی عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔ جس

کی طرف کیپٹن شرجیل نے اشارہ کیا تھا۔ کیپٹن شرجیل بھی ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔۔۔ اور پھر چوکی میں پہنچتے ہی شاگل بری طرح ٹرانسمیٹر پر جھپٹ پڑا۔ اس نے ایئر مارشل کی ایمرجنسی فریکوئنسی بیٹ کی اور پھر چیخ چیخ کر اسے ایئر فورس کے لڑاکا طیارے بھیجنے کا حکم دینے لگا۔ حوالے کے لیے اس نے ڈیفنس منسٹر اور ریڈ کال کے الفاظ پہلے کہہ دیئے تھے۔

”لیکن جناب ہوا کیا ہے۔ اس طرح ایئر فورس کے ایک لخت سرحد پر حرکت میں آنے سے پاکیشیا اور کافرستان میں جنگ بھی چھڑ سکتی ہے۔ وضاحت تو کریں ہوا کیا ہے اوڑ۔۔۔ دوسری طرف سے ایئر مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ تم وضاحتیں مانگ رہے ہو۔ جلدی پورا سیکورڈن لے کر آ جاؤ۔ جنگ ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ جلدی کرو

ہے۔۔۔ قریب کھڑے کیپٹن شرجیل نے کہا۔

”کہاں کہاں۔ کیوں اٹھ رہا ہے۔ کیوں بلند ہو رہا ہے۔ یہ تمہارے آدمی سٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر بھی ہٹ نہیں کر سکتے اوہ۔۔۔ شاگل ایئر مارشل پر آنے والے فصد بھول کو باہر کو لپکتے ہوئے کیپٹن شرجیل پر چڑھ دوڑا۔

”سر۔۔۔ آپ کے آدمی بھی تو ہیں سر۔۔۔ کیپٹن شرجیل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اوہ تم مجھے کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ سیکرٹ سروس کو چیف کو۔ میں تمہیں پس کر رکھ دوں گا۔ نہیں کر رکھ دوں گا۔“ شاگل اب غے کی شدت سے واقعی پاگل ہو چکا تھا۔ پہاڑی سے بلند ہونے والا ہیلی کاپٹر اس وقت اور آگے موجود ایک پہاڑی کے پیچھے اتر رہا تھا۔ اور شاگل سے اور تو کچھ نہ ہو سکا وہ بے تحاشا اس طرف کو یوں دوڑ

فورا۔۔۔ ایمر جنسی فورا اوور۔۔۔ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”دیری سو دی۔۔۔ آپ پہلے ڈیفنس منسٹر صاحب سے بات کریں اور رابنڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے بھی غصیلے لچے میں کہا گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاندا ایئر مارشل شاگل کے اس انداز میں چیختے سے خار رکھا گیا تھا۔ بہر حال وہ ایئر مارشل تھا۔ شاگل کا چہرہ اسی تو نہ تھا۔

”اوہ اوہ احمق۔۔۔ اوہ گدھا۔۔۔ اوہ اب ڈیفنس منسٹر کی فریکوئنسی اوہ الو۔۔۔ اوہ۔۔۔ شاگل کے منہ سے گالیوں کی بوچھاڑ نفی شروع ہو گئی۔

”وہ سر۔ ہیلی کاپٹر دوبارہ بلند ہو رہا ہے۔ وہ پہاڑی سے اٹھ رہا

پڑا جیسے پہلی کاپڑ کو چاکر مکا مار کر تباہ کر دے گا۔۔۔ دوڑتے ہوئے
فوجی جو ابھی پہلی پہاڑی تک پہنچے تھے اب دوسری پہاڑی کی طرف
بڑھ رہے تھے۔ کہ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔

اس قدر خوف ناک دھماکہ دوڑتا ہوا شاگل اچھل کر منہ کے بل
نیچے گرا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ شاگل کا ذہن ماؤف ہو کر رہ گیا۔

عمران کی ہدایت پر تنویر پہلی کاپڑ کو پہاڑی کے پیچھے غوطہ دے کر
نشیب میں لے گیا۔ کیونکہ عمران نے پہلے پہلی کاپڑ سے کودنے
والے اپنے قینوں ساتھیوں کو اس پہاڑی کے پیچھے گرتے دیکھا
تھا۔۔۔ ادھر فوجی آتے ہی عمران کی نظروں نے ایک چٹان کے پیچھے
سے اٹھ کر ہاتھ لہراتے ہوئے سر رابرٹ کو دیکھ لیا۔

”ادھر ادھر نیچے دائیں طرف ہمارا ایک آدمی یہاں موجود ہے۔“
عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تنویر نے بھی سر رابرٹ کو دیکھا۔ وہ اسے

پہچانتا نہ تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران نے اسے اپنا آدمی کہا تھا۔ اس لیے وہ ہیلی کاپڑ اس چٹان کے قریب لے گیا۔۔۔ اور پھر عمران نے ہاتھ بڑھا کر سر رابرٹ کو اندر کھینچ لیا۔

”شکر ہے تم ادھر آئے مجھے یقین تھا“۔۔۔ سر رابرٹ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

”نیچے نشیب تو خالی ہے۔ وہ ہیلی کاپڑ سے کودنے والے کہاں گئے۔ اور وہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں۔ کیا زندہ بھی ہیں یا نہیں“۔۔۔ عمران نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر دوسری پہاڑی کے چھچھے ہیں ایک چوکی میں۔ میں ان کے ہاتھ تو کھول آیا تھا“۔۔۔ سر رابرٹ نے جلدی سے کہا۔

”واپس ادھر چلو۔ خیال رکھنا تنویر۔ کہیں ہمارا ہیلی کاپڑ ہی نہ ہٹ ہو جائے“۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپڑ کو اوپر کی طرف اٹھا دیا۔

”لیکن ادھر کودنے والے کہاں گئے۔ میرے سامنے وہ کودے تھے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ میں نے بھی دیکھا تھا۔ اس لیے تو میں شاگل کے آتے ہی ادھر دوڑ آیا تھا۔ شاگل اگر مجھے دیکھ لیتا تو یقیناً گولی مار دیتا۔ میں فوجیوں کی وجہ سے ادھر چھپ گیا تھا۔ میں نے تمہاری سرحد کی طرف سے آتے ہوئے ہیلی کاپڑ کو درے کی طرف باتے دیکھ لیا تھا۔ اس لیے مجھے یقین تھا کہ تم ادھر ہی آؤ گے“۔۔۔ سر رابرٹ نے کہا۔

اسی لمحے ہیلی کاپڑ پہاڑی سے بلند ہو کر اوپر کو چڑھ گیا۔ اس پر فارنگ نہ ہوئی تھی۔ دوڑتے ہوئے فوجی ابھی دور تھے۔

”ادھر اس پہاڑی کی طرف۔۔۔ اس پہاڑی کی دوسری طرف

وہ چوکی ہے۔۔۔ سرراہٹ نے کہا۔

کا پٹر میں ہوا دور۔

اور تنویر نے ہیلی کا پٹر کا رخ ادھر موڑ دیا۔ اسی لمحے عمران کی کلائی پر ضربیں لگیں اور عمران نے چوبک کروٹ ڈٹن کھینچ لیا۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ جولیا کانگ۔۔۔ ہیلو ہیلو جولیا کانگ اور“ جولیا کی آواز داج ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ اور عمران کے ساتھ ساتھ تنویر بھی اچھل پڑا۔ حالانکہ جولیا کی آواز بے حد مدہم تھی اور تنویر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اسے کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔ لیکن بہر حال آواز جولیا کی ہی تھی۔ اس لیے تنویر کے کان اسے کیسے چبک نہ کرتے۔

”عمران بول رہا ہوں۔ تم ابھی زندہ ہو۔ کمال ہے۔ میں تو قوالی کے لیے تمہارے مزار ڈھونڈتا پھر رہا تھا اور“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ عمران۔ جلدی سے نوکیلی پہاڑی کی طرف آؤ۔ میں پہاڑی کے اوپر موجود ہوں۔ باقی ساتھی نیچے غار میں ہیں۔ تم ہیلی

”نوکیلی پہاڑی۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں نے دیکھ لی ہے۔ اور مجھ سے پہلے یقیناً تنویر نے دیکھ لی ہوگی۔ نوکیلی چیزیں اسے جلدی نظر آ جاتی ہیں اور اینڈ آل“۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے جلدی سے ہیلی کا پٹر کو اس پہاڑی کی طرف موڑ کر نیچے لے جانا شروع کر دیا۔ اور پھر انہیں ایک چٹان کے پیچھے جولیا کا ہاتھ لہراتا ہوا انکسار آ گیا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے تمہارے ساتھی چوکی سے نکل آئے ہیں۔ چوکی تو پہاڑی کی دوسری طرف ہے۔“۔۔۔ سرراہٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”چوکی کی کیا حیثیت ہے۔ میرے ساتھی کھانے کی پرواہ نہیں کرتے بشرطیکہ زندہ ہوں“۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تنویر نے اس چٹان کے قریب جا کر ہیلی کاپٹر کو اتار دیا اور دوسرے لمحے جو لیا چٹان کے پیچھے سے نکل کر بے تحاشا دوڑتی ہوئی ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچی۔۔۔ اور پھر یوں اچھل کر ہیلی کاپٹر پر چڑھی جیسے سمندر میں کئی روز سے بہتا ہوا آدمی اچانک نظر آ جانے والے جزیرے پر چڑھتا ہے۔

”ارے گیرا وہ۔۔۔ گن کریک۔ میں تو اسے بھول ہی گیا تھا۔“
 عمران نے اچانک کہا۔ اس کی نظریں اس دقت گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ اور سیکنڈ والی سوئی پچاسواں منٹ پورا کرنے کے لیے گیارہ کا ہندسہ پار کر کے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ اور اسی لمحے تنویر نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا۔ اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔
 انتہائی خوف ناک۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ فضا میں بلند ہوا ہیلی کاپٹر بھی ایک لمحے کے لیے بری طرح ڈولا۔۔۔ اور اگر تنویر اسے

اوپر کی طرف نہ اٹھا چکا ہوتا تو یقیناً وہ قریبی چٹان سے پوری قوت سے ٹکرا جاتا یہ دھماکہ سے پیدا ہونے والی تیز لہروں کا نتیجہ تھا۔ لیکن فضا میں ہونے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر ڈولا تو ضرور۔ لیکن تنویر نے اسے جلدی کنٹرول کر لیا۔ عمران مسرت بھرے انداز میں گن کریک کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ چونکہ اسے ہونے والے دھماکے کا علم چند لمحے پہلے ہو گیا تھا۔ اس لیے اس کی نظریں گن کریک کی طرف ہی تھیں اور اس کی نظروں کے سامنے گن کریک تباہ ہو کر فضا میں ریزوں کی صورت میں بکھرا تھا۔۔۔ وہی گن کریک جس کی تباہی کے لیے سیکرٹ سروس اپنی جانوں پر کھیل گئی تھی۔ وہی گن کریک جو کافرستان نے انتہائی خفیہ طور پر پاکیشیا کے دفاع کو تھس ٹھس کرنے کے لیے بنایا تھا۔۔۔ وہی گن کریک اس کی نظروں کے سامنے تباہ ہو رہی تھی۔ وہ جدید ترین گن بھی جسے کافرستان والے ناقابل تسخیر سمجھتے

تھے۔ اس وقت پرزوں کی صورت میں فضا میں بکھری ہوئی تھی۔ یہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عظیم کامیابی تھی۔ صرف عمران کی نہیں پوری سیکرٹ سروس کی۔

”اور تو گن کر یک تہا ہو گیا۔۔۔ دیری گد“۔۔۔ جولیا نے

دھماکے کی شدت ختم ہوتے ہی مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

”اسے ختم ہونا ہی تھا۔ مس جولیا نافٹر دائر۔ باقی ساتھیوں کا

بتاؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ نیچے لے چلو نیچے۔ اس پہاڑی کے نیچے۔ دو غار میں ہیں

ان میں کئی زخمی ہیں۔ اور ہاں عمران۔ وہ پرویز تو بڑے کام کا آدمی

ہے۔ بڑا بے جگر۔ بہادر۔ ذہین۔۔۔ میں باس سے کہوں گی کہ اسے

سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے۔“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”لو بھئی تنویر۔ ایک اور رقیب سے ملاقات کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اب وہ رقیب روسیہ ہے یا روسنید۔ اس کا فیصلہ خود کر لینا“ عمران

”اوہ۔۔۔ میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ تم خواہ مخواہ ایسی بات

شروع کر دیتے ہو۔“۔۔۔ جولیا نے جھینپ کر مصنوعی غصے سے کہا۔

”ظاہر ہے اب پرانوں کو تو گولی ہی ماری جائے گی۔ نیا جو نظر آ

گیا۔ واہ رے بے وفائی۔“

عمران نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ بھیج

کر خاموش ہو گئی۔

”یہ پرویز کون ہے۔“۔۔۔ تنویر کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

”جولیا سے پوچھنا۔۔۔ وہ دیکھو وہ نیچے غار میں ہاتھ لہراتے نظر

آ رہے ہیں۔ فی الحال وہیں چلو جلدی کرو۔ کہیں کافرستان پوری ایئر

فورس ہی مقابلے پر نہ لے آئے۔ اور مئے پرانے سب ہی ختم ہو

جائیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند ہی لمحوں ہی ہیلی کاپٹر غار کے دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے پیچھے پڑی ہوئی ایمر جیسی سڑھی ہیلی کاپٹر اور غار کے دہانے کے درمیان سیٹ کر دی۔

ہیلی کاپٹر کے پردوں کی وجہ سے ہیلی کاپٹر دھانے کے ساتھ نہ لگ سکتا تھا۔ اور پھر غار میں موجود سیکرٹ سروس کے ارکان تیزی سے ہیلی کاپٹر۔۔۔ میں منتقل ہوتے گئے۔۔۔ زخمیوں کو کندھوں پر لا کر لایا گیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد ہیلی کاپٹر واپس بلند ہوتا جا رہا تھا۔ پوری سیکرٹ سروس کو ساتھ لیے۔

”اب جلدی سے نکل چلو“۔۔۔ عمران نے اوپر پوچھتے ہی تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو اپنی سرحد کی طرف بدھا دیا۔

”ارے ارے۔۔۔ دیکھو شاگل کو۔۔۔ وہ واقعی پاگل ہو گیا

ہے“۔ عمران نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ شاگل بگڑا ہوا چہرہ لیے واقعی پاگلوں کے سے انداز میں ناچ ناچ کر ہوا میں کھل رہا تھا۔۔۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی سے اس کے اوپر سے ہوتا ہوا پاکیشیائی سرحد کی طرف بڑھتا گیا۔

”یار زندہ صحبت باقی۔ سر شاگل عرف پاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر پاکیشیائی سرحد میں داخل ہو گیا۔

”ہاں تو مس جو لیا نافر واٹر۔ اب پرانوں کا نئے دوست سے تعارف تو کرادو“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خبردار میں گولی مار دوں گی۔ خاموش رہو“۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور عمران مسکرا کر سربراہ کی طرف مڑ گیا۔

”بہت بہت شکریہ سربراہ۔ آپ نے دوستی کا حق ادا کر دیا

ہے۔ میں مس جولیا سے سفارش کروں گا کہ آپ کو بھی نئی لسٹ میں شامل کر دے۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جولیا تو آنکھیں نکال کر رہی رہ گئی جب کہ مرزا برٹ ہنس پڑے۔



ختم شد